



تَرْهَاتُ الْفُهِومِ

فَفَضِيلَتُهُ

حِفْظِ الْقُرْآنِ وَالْعُلُومِ

علم كودل میں بسایب

مؤلف

حضرت مولانا مفتی محمد شعیب اللہ خان صاحب مفتاحی ڈاکٹر برکات آباد

بانی و رector جامعہ اسلامیہ مسیحیہ اہل علم رینکلور

ذیلہ حضرت آدرش شاہ مفتی مظفر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ناظم مظاہر علوم وقف سہارنپور

مکتبہ مسیحیہ الامت دی لوینڈن وینکولور

جملہ حقوق بہ حق ناشر محفوظ ہیں



نام کتاب : نزهة المفهوم وفضیلتنا حفظ القرآن والعلم

مؤلف : حضرت مولانا مفتی محمد شعیب اللہ خان صاحب مقناہی دامت برکاتہم
بانی و رھتم الجامعۃ الاسلامیہ مسیحیہ لعلوم رینگھور

صفحات : ۶۶

ناشر : مکتبہ مسیح الامم ایوبینڈا و بنگلور

موبائل نمبر : 9036701512 / 9634307336

ای۔میل : maktabahmaseehulumat@gmail.com

فہرس

۵	تَقْدِیْمٌ
۷	حفظِ قرآن کی اہمیت و فضیلت
۱۳	دورِ قرآن کی اہمیت و ضرورت
۱۶	حفظِ حدیث کی اہمیت و فضیلت
۲۰	حفظِ علوم کی اہمیت
۲۱	◀ حفظِ علم کی اہمیت پر اہل دانش اور اکابر کے اقوال
۲۳	◀ امام غزالی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ كَالِیْكَ سَبْقِ آمُوْزِ وَاَقْعِه
۲۴	کیا قوتِ حافظہ کے لیے تدبیر ممکن ہے؟
۲۷	قوتِ حافظہ کے لیے باطنی تدابیر
۲۷	◀ نیتِ خالصہ
۲۸	◀ نمازِ حفظِ قرآن کریم
۳۰	◀ دعا اور زاری
۳۱	◀ حفظِ قرآن کے لیے چند دعائیں اور اعمال

۳۳

◀ استغفار وترک معاصی

۳۵

◀ قوتِ حافظے کے لیے چند عملیات

۳۷

قوتِ حافظہ کے لیے ظاہری تدابیر

۳۷

◀ حفظ کے لیے بہتر اوقات

۳۹

◀ سیرابی کے بہ جائے بھوک کا وقت مناسب ہے

۴۰

◀ حفظ کے لیے بہتر مقامات

۴۱

◀ مقامات ذیل میں حفظ مناسب نہیں

۴۲

◀ حفظ کی مقدار مناسب رکھی جائے

۴۳

◀ یاد کیا ہوا سبق پابندی سے دہرانا ایک اہم اصول

۴۷

◀ بعض اکابر علما کے حفظ میں معمولات

۵۰

◀ یاد کرتے وقت آواز بلند ہونی چاہیے

۵۱

◀ قوتِ حفظ بڑھانے والی غذائیں

۵۳

◀ قوتِ حفظ کے لیے چند دوائیاں

۵۴

◀ قوتِ حفظ کے لیے حجامہ

۵۵

◀ حفظ کو نقصان دینے والی چیزوں سے پرہیز

۵۷

◀ مرضِ نسیان کے طبی اسباب

۵۹

◀ اسبابِ نسیان کے متعلق ایک علمی افادہ

۶۱

◀ اسبابِ نسیان سے متعلق بعض روایات کی تحقیق

۶۳

◀ علامہ عجلونی - رحمہ اللہ - کا ایک عجیب سہو و تضاد

۶۶

◀ دعا و اختتام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تَقْدِیْمٌ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ، أما بعد :
زیر نظر تحریر علم کوسفینوں سے زیادہ سینوں میں محفوظ کرنے کی اہمیت اور بالخصوص
حفظ قرآن کے طالبین کے لیے حفظ کے طریقوں کو اجاگر کرنے کے لیے لکھی گئی ہے۔
کیوں کہ اب عموماً دیکھا یہ جا رہا ہے کہ طلبائے علوم شرعیہ حفظ سے دور بھاگ
رہے ہیں اور محض کتابوں اور سفینوں پر اپنے علم کا سارا دار و مدار رکھا جا رہا ہے، یاد کرنے
اور سینوں میں محفوظ کرنے کا سلسلہ ہی اکثر کے پاس ختم ہو گیا ہے۔

اور اسی کے ساتھ بعض شوقین طلبہ کو دیکھا گیا کہ وہ اس بات کی جستجو کرتے ہیں اور
پوچھتے رہتے ہیں کہ ہم کس طرح حافظ قرآن بنیں، یا یہ کہ ہم کس طرح سے حدیث
وغیرہ علوم کو یاد کریں اور یاد رکھیں؟ ایسے طالبین کے سوال پر احقر اس کے جواب میں جو
باتیں مناسب سمجھتا ہے، عرض کر دیا کرتا ہے۔

لہذا خیال ہوا کہ ایک جانب طلبائے علوم میں شوق پیدا کرنے اور دوسری جانب
شوقین طلبہ کو راہ بتانے کی ایک کوشش کی جائے اور اکابر کی تحریرات میں بیان کردہ امور کو
اخذ کر کے پیش کیا جائے۔

علامہ خطیب بغدادی - رَحْمَةُ اللهِ - کی ” الفقیہ و المتفقہ“ اور ”الجامع لأخلاق الراوی و آداب السامع“، علامہ ابو ہلال العسکری - رَحْمَةُ اللهِ - کی ”الحث علی طلب العلم و الاجتهاد فیہ“، علامہ ابن الجوزی - رَحْمَةُ اللهِ - کی ”الحث علی حفظ العلم“ اور ”صید الخاطر“ اور علامہ بدر الدین بن جماعہ - رَحْمَةُ اللهِ - کی ” تذکرۃ السامع و المتکلم“ وغیرہ کتب میں اس سلسلے میں کافی اباحت موجود ہیں۔

میں نے ان ہی کتب سے استفادہ کرتے ہوئے چند اہم باتیں زیر نظر رسالے میں جمع کی ہیں اور اس کا نام ’نُزْهَةُ الْفُهُومِ فِي فَضِيلَةِ حِفْظِ الْعُلُومِ‘ رکھا ہے۔ اللہ کرے کہ یہ نفع بخش ثابت ہو اور علوم عربیہ و شرعیہ کے طلبہ کو اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچے اور احقر کے لیے بھی دنیا و آخرت میں نفع کا باعث بنے۔ آمین یا رب العالمین۔

فقط
خادم العلم والعلماء
محمد شعیب اللہ خان

۱۴ جنوری/۲۰۱۹ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حفظ قرآن کی اہمیت و فضیلت

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان کتاب بھی ہے اور اس کا مبارک و مقدس کلام بھی، اس کی اہمیت کا کون مسلمان منکر ہوگا؟ یہ کتاب اسلامی شریعت کا ایک اول ترین اور اہم ترین ماخذ ہے، یہ انسانوں کے لیے ہدایت ربانی کا ضامن ہے، تمام کچھلی کتابوں کا خلاصہ و لب لباب ہے، اس کے بغیر کوئی مؤمن مؤمنانہ زندگی پر قائم نہیں ہو سکتا اور یہی تمام تر دنیوی صلاح اور مکمل اخروی فلاح کا سرچشمہ ہے۔

نبی کریم ﷺ - نے قرآن کے بارے میں فرمایا تھا کہ

« كِتَابُ اللَّهِ فِيهِ نَبَأٌ مِنْ قَبْلِكُمْ، وَخَبْرٌ مَا بَعْدَكُمْ، وَحُكْمٌ مَا بَيْنَكُمْ . هُوَ الْفَصْلُ لَيْسَ بِالْهَزْلِ وَهُوَ حَبْلُ اللَّهِ الْمَتِينُ، وَهُوَ الذِّكْرُ الْحَكِيمُ، وَهُوَ الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيمُ، وَهُوَ الَّذِي لَا تَزِيغُ بِهِ الْأَهْوَاءُ، وَلَا تَلْتَبِسُ بِهِ الْأَلْسِنَةُ، وَلَا يَشْبَعُ بِهِ الْعُلَمَاءُ، وَ لَا يَخْلُقُ عَلَى كَثْرَةِ الرَّدِّ، وَلَا تَنْقُضِي عَجَابُهُ اهـ »

(یہ کتاب اللہ ہے، جس میں تم سے پہلے لوگوں کے قصے بھی ہیں



اور بعد والوں کی خبریں بھی ہیں اور یہ تمہارے مابین فیصلہ کرنے والا ہے، وہ فیصلہ ہے، کوئی مذاق نہیں، وہ اللہ کی مضبوط رسی ہے اور وہ ذکرِ حکیم ہے، وہ صراطِ مستقیم ہے اور وہ ایسا کلام ہے جس سے خواہشات بھٹکتی نہیں اور اس سے زبانیں ٹھکتی نہیں اور جس سے علماء کبھی سیراب نہیں ہوتے اور وہ کثرت کے ساتھ ہر اے جانے کے باوجود پرانا نہیں ہوتا اور اس کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہوتے... الخ) (۱)

اس عظیم کتاب کا حفظ درحقیقت اسلام کا ایک معجزہ ہے اور جس طرح اس کتاب کی کوئی نظیر و مثال نہیں، اسی طرح اس کے حفظ کی بھی کوئی مثال نہیں؛ کیوں کہ دنیا میں یہ واحد کتاب ہے، جو اس طرح من و عن از اول تا آخر حفظ کر کے سینوں میں محفوظ کی جاتی ہے؛ حالاں کہ دنیا میں متعدد مذاہب کی اور بے شمار علوم و فنون کی کتابیں لاکھوں کی تعداد میں موجود ہیں، مگر کوئی بھی ان کا حافظ نہیں ہوتا۔

کلام اللہ شریف کا حفظ بہت ہی فضیلت مآب عمل ہے، اسی وجہ سے حفاظ کرام کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

• ایک حدیث پاک میں آتا ہے کہ حضرت عائشہ - رضی اللہ عنہا - فرماتی ہیں کہ حضرت رسول اللہ - صلی اللہ علیہ وسلم - نے فرمایا کہ

« مَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَ هُوَ حَافِظٌ لَهُ ؛ كَمَثَلِ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبُرَّةِ ، وَمَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ وَ هُوَ عَلَيْهِ شَدِيدٌ وَ هُوَ يَتَعَاهَدُهُ ، لَهُ أَجْرَانِ . »

(اس شخص کی مثال جو حافظ ہوتے ہوئے قرآن پڑھتا ہے، ایسی ہے جیسے معزز و فادار فرشتے اور اس کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے، مگر وہ اس پر

(۱) رواہ الترمذی: ۲۸۳۱، والحديث ضعيف كما قال الإمام الترمذی

بھاری و بوجھل ہو جاتا ہے اور وہ پھر بھی اس کو پڑھتا رہتا ہے، اسے دو گنا اجر ملتا ہے۔ (۱)

فائدہ: اس حدیث میں جو یہ فرمایا گیا کہ اٹک کر پڑھنے والے کو دو گنا اجر ملے گا، اس کا مطلب یہ نہیں کہ عمدہ پڑھنے والے کو ایک اجر ملے گا؛ بل کہ عمدہ پڑھنے والے کا اجر تو فرشتوں کے برابر بتایا گیا ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ اٹک کر پڑھنے والے کا اجر دگنا اس لیے ہے کہ اسے پڑھنے میں مشقت اٹھانی پڑتی ہے؛ لہذا ایک اجر تو تلاوت کا اور ایک اجر مشقت کا، رہا ماہر قرآن تو اس کے درجات اس سے بلند و بالا ہیں؛ کیوں کہ وہ بھی پہلے اٹکتے ہوئے پڑھتا تھا، پھر پڑھتے پڑھتے اس کو ترقی ہوئی اور اس مقام پر فائز ہو گیا کہ اس کو ملائکہ سے تشبیہ دی گئی۔ (۲)

• ایک اور حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص - رضی اللہ عنہ - سے مروی ہے کہ رسول اللہ - صلی اللہ علیہ وسلم - نے ارشاد فرمایا کہ

«يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ : اِقْرَأْ وَ ارْتَقِ وَ رَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تَرْتِّلُ فِي الدُّنْيَا ، فَإِنَّ مَنَزِلَتَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةٍ تَقْرُؤُهَا.»

(حافظ قرآن سے کہا جائے گا کہ پڑھتا جا اور چڑھتا جا اور اسی طرح ترتیل سے پڑھنا، جس طرح تو دنیا میں پڑھتا تھا؛ کیوں کہ تیری منزل وہاں ہوگی، جہاں آخری آیت تو پڑھے گا۔) (۳)

(۱) البخاري: ۴۹۳۷، مسند أحمد: ۲۴۷۸۸، فضائل القرآن لابن الضريس:

۳۰، فوائد تمام: ۱۱۹۶

(۲) دیکھو: تفسیر القرطبي: ۷/۱، مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح: ۹/۵

(۳) أبو داود: ۴۶۲۴، الترمذی: ۲۹۱۴، السنن الكبرى للنسائي: ۸۰۰۲، صحیح

ابن حبان: ۷۶۶، مسند أحمد: ۶۷۹۹

- ایک اور حدیث میں حضرت جابر بن عبد اللہ - رضی اللہ عنہ - سے مروی ہے کہ حضرت رسول کریم - صلی اللہ علیہ وسلم - نے فرمایا کہ

« مَنْ جَمَعَ الْقُرْآنَ فَإِنَّ لَهُ عِنْدَ اللَّهِ - عَزَّ وَجَلَّ - دَعْوَةً مُسْتَجَابَةً ، إِنْ شَاءَ عَجَّلَهَا لَهُ فِي الدُّنْيَا وَإِنْ شَاءَ إِذْخَرَهَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ . »

(جو شخص سینے میں قرآن کو محفوظ کر لیا، اس کے لیے اللہ کے نزدیک ایک دعائے مستجاب مقرر ہوتی ہے، اگر وہ چاہتا ہے؛ تو دنیا میں ہی اس کو جلدی سے دے دیتا ہے اور اگر چاہتا ہے؛ تو اس کے لیے آخرت میں جمع کر کے رکھ دیتا ہے۔) (۱)

- نیز حضرت انس بن مالک - رضی اللہ عنہ - کہتے ہیں کہ رسول اللہ - صلی اللہ علیہ وسلم - نے فرمایا کہ

”لوگوں میں سے بعض لوگ اللہ والے ہوتے ہیں؛ آپ سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ وہ ”اہل القرآن“ ہیں، یعنی قرآن کے حفاظ، آپ نے فرمایا کہ وہی لوگ اللہ والے اور اس کے خاص لوگ ہیں۔“ (۲)

- حضرت سہل بن معاذ - رضی اللہ عنہ -، اپنے والد حضرت معاذ بن انس - رضی اللہ عنہ - سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ - صلی اللہ علیہ وسلم - نے فرمایا کہ

(۱) جمع الجوامع: ۲۱۲۹۵، کنز العمال: ۲۵۳

(۲) ابن ماجہ: ۲۱۵، السنن الكبرى للنسائي: ۹۷۷، المستدرک للحاکم: ۲۰۴۶، مسند أبي داود الطيالسي: ۲۲۳۸، مسند أحمد: ۱۲۲۹۲، مسند البزار: ۳۶۹

«مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَعَمِلَ بِمَا فِيهِ الْبَسَ وَالِدَاهُ تَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، صَوُّهُ أَحْسَنُ مِنْ صَوِّ الشَّمْسِ فِي يَوْمِ الدُّنْيَا لَوْ كَانَتْ فِيكُمْ ، فَمَا ظَنُّكُمْ بِالَّذِي عَمِلَ بِهَذَا .»

(جس نے قرآن پڑھا اور اس پر عمل کیا، اس کے والدین کو قیامت کے دن ایک ایسا تاج پہنایا جائے گا، جس کی روشنی سورج کی روشنی سے زیادہ حسین ہوگی، اگر وہ تمہارے ان دنیا کے گھروں میں ہوتا؛ پس تمہارا کیا خیال ہے اس کے بارے میں جو خود اس پر عمل کرتا ہے!!) (۱)

یہ حدیث سہل بن معاذ کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے، اسی طرح اس کے ایک اور راوی زبان بن فائد بھی ضعیف ہیں۔

• حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

«حَامِلُ الْقُرْآنِ إِذَا عَمِلَ بِهِ فَأَحَلَّ حَلَالَهُ وَحَرَّمَ حَرَامَهُ يُشَفِّعُ فِي عَشْرَةِ مَنْ أَهْلَ بَيْتِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، كُلُّهُمْ قَدْ وَجَبَتْ لَهُمُ النَّارُ .»

(قرآن کریم کا حافظ جب اس پر عمل کرے اور اس کے حلال کو حلال اور اس کے حرام کو حرام قرار دے، تو اس کی سفارش اپنے گھر کے ایسے دس لوگوں کے بارے میں قبول کی جائے گی، جن میں سے ہر ایک پر جہنم واجب ہو چکی ہوگی۔) (۲)

(۱) أبو داؤد: ۱۴۵۳، مسند أحمد: ۱۵۶۲۵، شرح السنة: ۱۱۷۹، مسند أبي يعلى:

۱۴۹۳، المستدرک للحاکم: ۲۰۸۵، شعب الإيمان: ۱۷۹۷

(۲) المعجم الكبير للطبراني: ۵۲۵۸، شعب الإيمان: ۲۲۳۸

• حضرت علی بن ابی طالب - رضی اللہ عنہ - سے مروی ہے کہ رسول اللہ - صلی اللہ علیہ وسلم - نے فرمایا کہ

« مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فَاسْتَظْهَرَهُ وَحَفِظَهُ أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ وَ شَفَعَهُ فِي عَشْرَةِ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ ، كُلُّهُمْ وَجِبَتْ لَهُمُ النَّارُ . »

(جس شخص نے قرآن کریم کو حفظ کیا، اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کریں گے اور اس کی سفارش اس کے گھر کے ایسے دس لوگوں کے بارے میں قبول فرمائیں گے؛ جن میں سے سبھی پر جہنم واجب ہو چکی ہوگی۔) (۱)

• حضرت عبداللہ بن عباس - رضی اللہ عنہما - فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ - صلی اللہ علیہ وسلم - کا ارشاد ہے کہ

« أَشْرَافُ أُمَّتِي حَمَلَةُ الْقُرْآنِ . »

(میری امت کے اشراف لوگ وہ ہیں، جو قرآن کے حامل یعنی حافظ ہیں۔) (۲)

• حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص - رضی اللہ عنہما - نے فرمایا کہ

« مَنْ جَمَعَ الْقُرْآنَ فَقَدْ حَمَلَ أَمْرًا عَظِيمًا ، لَقَدْ اسْتَدْرَجَ النُّبُوَّةَ بَيْنَ كَتِفَيْهِ ، غَيْرَ أَنَّهُ لَا يُوحَى إِلَيْهِ ، لَا يَنْبَغِي لِحَامِلِ الْقُرْآنِ أَنْ يَحِدَّ مَعَ مَنْ يَحِدُّ وَلَا يَجْهَلَ مَعَ مَنْ يَجْهَلُ ؛ وَفِي جَوْفِهِ كَلَامُ اللَّهِ . »

(۱) أحمد: ۱۲۶۸، شعب الإيمان: ۲۴۳۶، الشريعة للآجري: ۸۱۶

(۲) المعجم الكبير للطبراني: ۱۲۶۶۲، شعب الإيمان: ۲۹۷۷، فضائل القرآن للرازي: ۴۷

(جس نے قرآنِ کریم کو اپنے سینے میں جمع کر لیا، اس نے ایک بہت بڑی چیز کو اٹھالیا، اس نے نبوت کو اپنے دو مونڈھوں کے مابین داخل کر لیا؛ مگر ہاں اس پر وحی نہیں آتی؛ لہذا کسی حافظِ قرآن کے لیے یہ بات زیب نہیں دیتی کہ وہ کسی سختی کرنے والے کے ساتھ سختی سے پیش آئے اور کسی جہالت برتنے والے کے ساتھ جہالت سے پیش آئے؛ کیوں کہ اس کے سینے میں کلام اللہ ہے۔) (۱)

ان تمام احادیث سے حفظِ قرآنِ کریم کی اہمیت و فضیلت واضح طور پر سامنے آتی ہے؛ لہذا حفظ پر خوب محنت کر کے اس کو حاصل کرنا چاہیے۔

دورِ قرآن کی اہمیت و ضرورت

حفظ کے بقا و استحکام کے لیے یہ لازم ہے کہ قرآنِ کریم کا ورد برابر جاری رکھا جائے اور دور نکالا جاتا رہے؛ ورنہ اندیشہ ہے کہ وہ دل سے رخصت ہو جائے، احادیثِ شریفہ میں بھی اس پر تنبیہ فرمائی گئی ہے۔

یہاں یہ بھی غور کیجیے کہ حضرت رسولِ کریم ﷺ - کو تو کوئی ضرورت نہ تھی کہ آپ قرآن کا دور کیا کرتے؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے یہ وعدہ کیا تھا کہ آپ کے سینے میں ہم اس کو محفوظ کر دیں گے، آپ اس کی فکر نہ کریں۔ چنانچہ قرآنِ کریم میں ہے کہ

﴿ لَا تَحْرِكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ ﴾

(۱) شعب الإيمان: ۲۳۵۳، واللفظ له، أخلاق أهل القرآن للآجري: ۱۳، فضائل القرآن للرازي: ۵۲

وَقُرْآنَهُ فَاذَا قَرَأَهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ ﴿١﴾

(اے نبی! آپ اپنی زبان کو حرکت نہ دیجیے کہ قرآن کو جلدی سے محفوظ کر لیں، اس کو آپ کے سینے میں جمادینا اور پھر اس کو پڑھوادینا ہمارے ذمے ہے؛ لہذا جب ہم قرآن کو پڑھیں، تو آپ اس کی طرف دھیان دیا کریں، پھر اس کا بیان کرادینا بھی ہمارے ذمے ہے۔)

مگر اس کے باوجود آپ کا معمول کیا تھا؟ حدیث میں منقول ہے کہ رمضان میں جس قدر قرآن نازل ہو چکا ہوتا، آپ اس کا دور حضرت جبریل - عَلَيْهِ السَّلَامُ - کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ (۲)

پھر آپ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - نے اس کی تاکید حفاظ کرام کو فرمائی ہے کہ اس کا مذاکرہ اور دور نکالا کریں؛ ورنہ اندیشہ ہے کہ یہ کہیں سینوں سے نکل نہ جائے۔

• چنانچہ حضرت عبد اللہ بن مسعود - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - نے رسول اللہ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا کہ

«بِنَسِّ مَا لِأَحَدِهِمْ أَنْ يَقُولَ: نَسِيتُ آيَةَ كَيْتٍ وَ كَيْتٍ بَلْ نَسِي، وَاسْتَذَكُرُوا الْقُرْآنَ، فَإِنَّهُ أَشَدُّ تَفْصِيًّا مِنْ صُدُورِ الرَّجَالِ مِنَ النَّعَمِ بِعُقْلِهَا.»

(یہ بہت بری بات ہے کہ کوئی یوں کہے کہ میں فلاں آیت بھول گیا؛ بل کہ یوں کہے کہ مجھ سے یہ آیت بھلا دی گئی اور تم لوگ برابر قرآن کو یاد

(۱) الْقِيَامَةُ: ۱۶-۱۹

(۲) البخاري: ۲۴۵۰

کرتے رہو؛ کیوں کہ وہ لوگوں کے سینوں سے اس سے زیادہ جلدی سے نکل کر بھاگ جاتا ہے جس طرح اونٹ اپنی رسی سے نکل بھاگتا ہے۔ (۱)

• ایک روایت میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

« تَعَاهَدُوا الْقُرْآنَ ؛ فَإِنَّهُ أَشَدُّ تَفْصِيًّا مِنْ صُدُورِ الرَّجَالِ مِنَ الْإِبِلِ مِنْ عُقْلِيهَا. »

(قرآن کریم کو برابر یاد کرتے رہو؛ کیوں کہ وہ لوگوں کے سینوں سے اس سے زیادہ جلدی سے نکل کر بھاگ جاتا ہے، جس طرح اونٹ اپنی رسی سے نکل بھاگتا ہے۔) (۲)

• حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

« إِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْآنِ كَمَثَلِ الْإِبِلِ الْمُعَلَّقَةِ ، إِنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا أُمْسَكَهَا ، وَإِنْ أَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ. »

(حافظ قرآن کی مثال ایسی ہے، جیسے بندھا ہوا اونٹ کہ اگر وہ اس کی نگہبانی کرتا رہے گا؛ تو وہ بھاگنے سے رُکا رہے گا اور اگر وہ اُسے چھوڑ دے گا؛ تو وہ بھاگ جائے گا۔) (۳)

(۱) البخاری: ۵۰۳۲، مسلم: ۷۹۰، الترمذی: ۲۹۴۲، مسند أحمد: ۳۹۶۰، مسند البزار: ۱۶۵۶

(۲) البخاری: ۵۰۳۳، مسند البزار: ۳۱۸۸

(۳) مسلم: ۷۸۹، موطا الإمام مالک: ۱۷۴، مسند الشہاب: ۱۳۷۰، معرفة السنن والآثار للبيهقي: ۴۸۴۴، السنن الماثورة للشافعي: ۱۰۴

اور امام مسلم - رَحْمَةُ اللهِ - نے اپنی ”صحیح“ میں اور امام غریابی - رَحْمَةُ اللهِ - نے ”فضائل القرآن“ میں اور اسی طرح امام نسائی - رَحْمَةُ اللهِ - نے بھی اپنی کتاب: ”فضائل القرآن“ میں حضرت ابن عمر - رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا - کی اس روایت میں ایک اضافہ بھی نقل کیا ہے اور وہ روایت اس طرح ہے کہ رسول اللہ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - نے ارشاد فرمایا کہ

« إِنَّمَا مَثَلُ الْقُرْآنِ كَمَثَلِ الْإِبِلِ الْمَعْلَقَةِ ، إِنْ عَاهَدَ صَاحِبُهَا عَلَى عُقْلِهَا أُمْسَكَهَا وَ إِذَا أَعْفَلَهَا ذَهَبَتْ ، إِذَا قَامَ صَاحِبُ الْقُرْآنِ ، فَقَرَأَهُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ذَكَرَهُ ، وَ إِنْ لَمْ يَقْرَأْهُ نَسِيَهُ . »

(قرآن کریم کی مثال تو ایسی ہے، جیسے بندھا ہوا اونٹ کہ اگر حافظ قرآن اس کی رسیوں کی نگہبانی کرے گا، تو وہ رک رہے گا اور اگر اس سے غافل ہوئی، تو وہ چلا جائے گا؛ جب حافظ قرآن کھڑا ہو اور رات دن اس کو پڑھتا رہے، تو وہ اس کو یاد رکھے گا اور اگر نہیں پڑھے گا، تو بھول جائے گا۔) (۱)

یہ تمام احادیث حافظ قرآن کو تنبیہ کر رہی ہیں کہ قرآن کو برابر پڑھتا اور یاد کرتا رہے، اسی طریق سے وہ اس کو محفوظ رکھنے میں کامیاب ہوگا اور اگر خدا نہ خواستہ اس کو پڑھنا چھوڑ دے گا، تو وہ محفوظ نہیں رہ پائے گا۔

حفظ حدیث کی اہمیت و فضیلت

قرآن کریم کے بعد احادیث نبویہ کا یاد کرنا اور ان کو محفوظ کرتے ہوئے، لوگوں تک پہنچانا ایک اہم کام اور باعثِ صد اعزاز و افتخار ہے؛ اسی لیے محدثین کرام نے اس کے پیچھے اپنی زندگیاں لگا دیں اور وہ قربانیاں اس سلسلے میں پیش کیں جن کا ہم تصور

(۱) مسلم: ۷۸۹، فضائل القرآن للگریابی: ۱۵۷، فضائل القرآن للنسائی: ۶۸

بھی کرنے سے قاصر ہیں۔

اس سلسلے میں چند احادیث کا ذکر مناسب ہوگا، جن سے حفظِ حدیث و تبلیغِ حدیث کی اہمیت و فضیلت ثابت ہوتی ہے:

• حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت آئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

« نَصَرَ اللَّهُ امْرَأً سَمِعَ مَقَالَتِي ، فَوَعَاها ، فَحَفِظَهَا ، وَ بَلَّغَهَا ، فَرُبَّ حَامِلٍ فِقْهٍ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ . »

(اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوش و خرم رکھے، جس نے میری حدیث سنی پھر اسے دل میں بٹھایا اور یاد کیا، پھر دوسروں تک اسے پہنچایا؛ کیوں کہ بعض اوقات سننے والا سکھانے والے سے زیادہ سمجھدار ہوتا ہے۔) (۱)

• حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

« نَصَرَ اللَّهُ امْرَأً سَمِعَ مَقَالَتِي ، فَوَعَاها ، ثُمَّ بَلَّغَهَا عَنِّي ، فَرُبَّ حَامِلٍ فِقْهٍ غَيْرُ فِقْهِهِ ، وَرُبَّ حَامِلٍ فِقْهٍ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ . »

(اللہ تعالیٰ اس آدمی کو خوش و خرم رکھے جس نے میری حدیث سنی، پھر اُسے دل میں بٹھایا، پھر میری جانب سے دوسروں تک اسے پہنچایا؛ کیوں کہ بعض اوقات علم کا حامل فقیہ نہیں ہوتا اور بعض اوقات سننے

(۱) الترمذی: ۲۶۵۸، مسند الحمیدی: ۸۸

والاسکھانے والے سے زیادہ سمجھدار ہوتا ہے۔ (۱)

• حضرت جبیر بن مطعم - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ رسول اللہ - صلوات اللہ علیہ وسلم - نے فرمایا کہ

« نَصَرَ اللَّهُ أَمْرًا سَمِعَ مَقَالَتِي ، فَوَعَاهَا ، ثُمَّ آدَاهَا إِلَى مَنْ لَمْ يَسْمَعْهَا ، فَرُبَّ حَامِلٍ فِقْهِ لَا فِقْهَ لَهُ ، وَرُبَّ حَامِلٍ فِقْهِ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ . »

(اللہ تعالیٰ اس کو خوش و خرم رکھے جس نے میری حدیث سنی، پھر اسے دل میں بٹھایا، پھر اسے ان لوگوں تک پہنچایا، جنہوں نے اسے سنا نہیں ہے، کیوں کہ بعض اوقات علم کا حامل فقیہ نہیں ہوتا اور بعض اوقات سننے والاسکھانے والے سے زیادہ سمجھدار ہوتا ہے۔) (۲)

• حضرت انس بن مالک - رضی اللہ عنہ - سے مروی ہے کہ رسول اللہ - صلوات اللہ علیہ وسلم - نے فرمایا کہ

« مَنْ حَفِظَ عَلَيَّ أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا مِنْ أَمْرِ دِينِهِمْ ، بَعَثَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقِيهًا عَالِمًا . »

(جس نے میری امت کے لیے ان کے دین کی باتوں میں سے چالیس حدیثیں یاد کیں، اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن فقیہ و عالم بنا کر مبعوث فرمائیں گے۔) (۳)

(۱) ابن ماجہ: ۶۳۲

(۲) الدارمی: ۲۳۲، أحمد: ۱۶۷۵۴، المستدرک: ۲۹۴، المعجم الكبير للطبرانی:

۱۵۴۴، مسند أبي يعلى: ۷۳۳، مشكل الآثار: ۱۶۰۱

(۳) شرف أصحاب الحديث: ۲۰/۱

• حضرت ابو ہریرہ - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ رسول اللہ - صلی اللہ علیہ وسلم - نے فرمایا کہ

« مَنْ حَفِظَ عَلَيَّ أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا فِيمَا يَنْفَعُهُمْ فِي أَمْرِ دِينِهِمْ ، بَعَثَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ - يَعْنِي - فِقِيهَاً عَالِمًا . »

(جس نے میری امت کے لیے ان کے دین کی نفع بخش باتوں میں سے چالیس حدیثیں یاد کیں، اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن فقیہ و عالم بنا کر مبعوث فرمائیں گے۔) (۱)

• حضرت ابوالدرداء - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی - صلی اللہ علیہ وسلم - نے فرمایا کہ

« مَنْ حَفِظَ عَلَيَّ أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا مِنْ أَمْرِ دِينِهِ ، بَعَثَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِقِيهَاً وَكُنْتُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَافِعًا وَشَهِيدًا . »

(جس نے میری امت کے لیے اپنے دین کی باتوں میں سے چالیس حدیثیں یاد کیں، اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن فقیہ بنا کر مبعوث فرمائیں گے اور میں اس کے حق میں سفارشی اور گواہ بنوں گا۔) (۲)

یہ تمام احادیث اس بات کی اہمیت و فضیلت بیان کر رہی ہیں کہ رسول اللہ - صلی اللہ علیہ وسلم - کی احادیث کو یاد کیا جائے اور محفوظ کر کے انھیں دوسرے لوگوں تک پہنچایا جائے اور اس طرح ایک طرف ہمارا دین محفوظ ہوگا تو دوسری جانب اس کی اشاعت و تبلیغ کا فریضہ بھی انجام پائے گا۔

(۱) جامع بیان العلم: ۱/۱۹۴

(۲) شعب الإيمان: ۱۵۹۷

حفظِ علوم کی اہمیت

علم کی فضیلت ایک مسلمہ امر ہے، جس میں دورائے نہیں، علم انسان کی معرفت و پہچان ہے، علم انسان کی زینت و عزت ہے، علم انسان کا امتیاز و نشان ہے اور اس کی تحصیل کے لیے ایک بڑی ضرورت اگر عقل کی ہے؛ تو دوسری بڑی حاجت قوتِ یادداشت و حافظے کی ہے۔ اگر عقل ہو؛ مگر قوتِ یادداشت نہ ہو، تو علم کی تحصیل تو ہوگی؛ مگر وہ باقی نہ رہ سکے گا اور اگر قوتِ حافظہ تو ہو؛ مگر عقل نہ ہو، تو جو بھی یاد ہوگا، وہ اس کی سمجھ سے باہر و بالا ہوگا؛ لہذا ایک طالب علم کے لیے اگر ایک جانب عقل کی ضرورت ہے؛ تو دوسری جانب قوتِ حفظ بھی درکار ہے۔

اس لحاظ سے طلبائے علوم دین خواہ وہ درجہ تحفیظ القرآن سے متعلق ہوں یا دیگر درجات سے؛ ان کے لیے قوتِ حافظہ کی بڑی شدید ترین ضرورت ہوتی ہے؛ تاکہ وہ قرآن کریم اور دیگر علوم یاد کر سکیں اور پھر ان کو دوسروں کے سامنے پیش کر سکیں۔ کیوں کہ علم کہلانے کے لائق وہی ہے جو محض سفینوں میں نہیں؛ بل کہ سینوں میں بھی محفوظ ہو، جو خود صاحب علم کے ساتھ ساتھ رہے اور جہاں وہ جائے، یہ بھی جائے، جہاں وہ چلے اور پھرے، یہ بھی چلے اور پھرے اور کبھی اس سے جدا نہ ہو۔

حفظِ علم کی اہمیت پر اہلِ دانش اور اکابر کے اقوال

چنانچہ اہلِ دانش لوگوں اور اکابرینِ امت کے اقوال حفظِ علم کی اہمیت پر بے شمار ہیں، یہاں چند اقوال نقل کیے جاتے ہیں:

بعض علمائے فلسفہ نے کہا ہے کہ

”الْعِلْمُ مَا إِذَا غَرَقْتَ سَفِينَتَكَ يَسْبِحُ مَعَكَ ، وَالْعِلْمُ هُوَ الْمَحْفُوظُ.“

(علم وہ ہے کہ اگر تیرا سفینہ ڈوب جائے، تو وہ تیرے ساتھ تیرے لگے اور علم وہی ہے جو سینے میں محفوظ ہو۔) (۱)

حضرت امامِ اعمش - رَحْمَةُ اللهِ - نے فرمایا کہ

” اِحْفَظُوا مَا جَمَعْتُمْ ، فَإِنَّ الَّذِي يَجْمَعُ وَلَا يَحْفَظُ كَالرَّجُلِ كَانَ جَالِسًا عَلَى خَوَانٍ يَأْخُذُ لُقْمَةً لُقْمَةً فَيَنْبِذُهَا وَرَاءَ ظَهْرِهِ ، فَمَتَى تَرَاهُ يَشْبَعُ ؟“

(جو کچھ علم تم نے جمع کیا ہے، اس کو حفظ بھی کر لو؛ کیوں کہ جو شخص جمع تو کرتا ہے؛ لیکن حفظ نہیں کرتا، اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو دسترخوان پر بیٹھے ایک ایک لقمہ اٹھائے اور اپنی پیٹھ کے پیچھے ڈالتا جائے، تو کیا وہ کبھی سیراب بھی ہوگا؟) (۲)

امام حدیث عبدالرزاق - رَحْمَةُ اللهِ - نے فرمایا ہے کہ

”كُلُّ عِلْمٍ لَا يَدْخُلُ مَعَ صَاحِبِهِ الْحَمَامَ فَلَا تَعْدُهُ عِلْمًا“

(۱) الحث علی طلب العلم للعسکری: ۶۷

(۲) الجامع لأخلاق الراوی : ۲۴۸/۲

(جو علم حمام میں بھی ساتھ نہ جائے، اس کو علم ہی شمار نہ کرو۔) (۱)
 اور امام ابو ہلال عسکری - رَحْمَةُ اللهِ - نے نقل کیا ہے کہ امام ابو سہل الصعلو کی کہا
 کرتے تھے کہ

” كَانَ يُقَالُ: أَلْعِلْمُ مَا دَخَلَ مَعَكَ الْحَمَامَ ، يَحْتُ
 عَلَى الْحِفْظِ۔“

(کہا جاتا تھا کہ علم وہ ہے، جو تیرے ساتھ حمام میں بھی جائے،

اس سے ان کا مقصد حفظ پر ابھارنا ہوتا تھا۔) (۲)

اس سلسلے میں بشار کے یہ اشعار بہت خوب ہیں، جنہیں امام ابو الفتح ہبۃ اللہ

البغدادی نے سنایا ہے:

عِلْمِي مَعِي أَيْنَمَا يَمَّمْتُ يَتْبَعْنِي
 بَطْنِي وَعَاءٌ لَهُ ، لَا بَطْنٌ صُنْدُوقُ
 إِنْ كُنْتُ فِي الْبَيْتِ كَانَ الْعِلْمُ فِيهِ مَعِي
 أَوْ كُنْتُ فِي السُّوقِ كَانَ الْعِلْمُ فِي السُّوقِ

(۱) میرا علم میرے ساتھ ہوتا ہے، جہاں کا بھی میں ارادہ کرتا ہوں، وہ میرا پیچھا کرتا ہے۔

(۲) میرا بطن (سینہ) اس کا ظرف ہے، نہ کہ صندوق کا بطن۔

(۳) اگر میں گھر میں ہوتا ہوں، تو علم بھی میرے ساتھ گھر میں ہوتا ہے۔

(۴) اور اگر میں بازار میں ہوتا ہوں؛ تو علم بھی بازار میں ہوتا ہے۔ (۳)

(۱) الجامع لأخلاق الراوي: ۲۵۰/۲

(۲) الحث علی طلب العلم: ۶۷

(۳) الجامع لأخلاق الراوي: ۲۵۰/۲

امام غزالی - رَحْمَةُ اللهِ - کا ایک سبق آموز واقعہ

یہاں مجھے امام غزالی - رَحْمَةُ اللهِ - کا ایک واقعہ یاد آیا، جو طالب علم حضرات کے لیے بڑا ہی لائق عبرت و قابل توجہ ہے: وہ یہ ہے کہ جب امام غزالی طلب علم کے دور میں شہر ”جرجان“ امام ابونصر اسماعیلی - رَحْمَةُ اللهِ - کی خدمت میں پہنچے اور ان سے اخذ فیض کیا اور ان سے جو کچھ علم سنا تھا، اس کو اپنی کاپیوں میں لکھ لیا اور اپنے وطن: ”طوس“ واپس ہوئے، تو راستے میں ایک جگہ ڈاکوؤں نے آپ کو لوٹ لیا۔ آپ نے ڈاکوؤں کے سردار سے جا کر کہا کہ اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ میرا مال واپس کر دیا جائے، تو وہ کہنے لگا کہ واپس چلا جا؛ ورنہ تو ہلاک ہو جائے گا۔ آپ نے اس سے کہا کہ میرا سب کچھ تم لے لو؛ مگر میری لکھی ہوئی کاپیاں مجھ کو لوٹا دو؛ کیوں کہ یہ تمہارے کام کی نہیں ہیں۔ اس نے پوچھا کہ ان کاپیوں میں کیا ہے؟ آپ نے کہا کہ ان میں میں نے اپنا حاصل کیا ہوا علم لکھا ہے اور اسی کو لینے میں نے اپنے وطن سے ہجرت کی تھی اور اس کو استاذوں سے سنا تھا؛ یہ سن کر وہ چور ہنسنے لگا اور کہا کہ

” كَيْفَ تَدْعِيَّ اَنْكَ عَرَفْتَ عِلْمَهَا وَقَدْ اَخَذْنَاهَا

مِنْكَ، فَتَجَرَّدْتَ مِنْ مَعْرِفَتِهَا وَبَقِيَتْ بِلا عِلْمِ؟!“

(تم کس طرح یہ کہہ سکتے ہو کہ تم ان علوم کو جانتے ہو، جب کہ ہم

نے تم سے ان کو چھین لیا ہے اور تم ان علوم سے خالی ہو چکے ہو اور بلا علم

کے رہ گئے ہو؟!)۔

یہ کہہ کر اس نے وہ کاپیاں واپس کر دیں؛ امام غزالی - رَحْمَةُ اللهِ - کہتے ہیں کہ اللہ نے اس چور کو میری ہدایت کے لیے زبان دے دی تھی؛ لہذا جب میں ”طوس“ واپس ہوا؛ تو تین سال تک ان علوم کو سینے میں محفوظ کرنے میں مشغول ہو گیا اور جو کچھ لکھا ہوا

تھا، وہ اس طرح یاد کر لیا کہ اب اگر کوئی ڈاکو ڈاکہ زنی کر کے مجھ سے کاپیاں چھین لے، تو میں علم سے خالی نہیں رہوں گا۔ (۱)

یہ واقعہ امام غزالی - رَحْمَةُ اللهِ - کا ہم لوگوں کے لیے ایک عبرت انگیز واقعہ ہے، جو ہر طالب علم کو یہ سبق دیتا ہے کہ علم کو حتی الامکان اپنے سینوں میں محفوظ کرنے کی کوشش کرنی چاہیے؛ لہذا ہر طالب علم کو چاہیے کہ وہ اپنے علوم کو حتی المقدور یاد کریں اور سینوں میں ان کو اتاریں؛ تاکہ وہ جہاں بھی جائیں، علم ان کے ساتھ ساتھ رہے۔

کیا قوتِ حافظہ کے لیے تدبیر ممکن ہے؟

قوتِ حافظہ اصل میں ایک فطری و طبعی قوت ہے، جس کو اللہ تعالیٰ جس قدر اپنی حکمت سے عطا کرتے ہیں، وہی اس کو ملتی ہے؛ اسی لیے بعض کا خیال یہ ہے کہ قوتِ حفظ کو بڑھانے کی کوئی دوا و علاج نہیں ہے اور اس سے کوئی نفع نہیں ہوتا؛ بل کہ جس کو جس قدر یہ قوت مل گئی، اسے اس پر زیادہ نہیں کیا جاسکتا۔

امام ابوعلی صالح بن محمد البغدادی - رَحْمَةُ اللهِ - نے کہا کہ

”اگر حافظہ کی قوت علاج معالجے اور دوائیوں سے ہوتی، تو بادشاہ ہم سے بڑھ جاتے؛ لیکن یہ قوت محض ایک فطری و طبعی چیز ہے؛ لہذا جو فطرۃً حافظے کی قوت والا ہے، وہ کچھ بھی کھائے کوئی نقصان نہیں اور جو ایسا نہ ہو اسے کوئی علاج اور دوا نفع نہ دے گی۔“ (۲)

لیکن خود ان ہی سے یہ بھی منقول ہے کہ

”جب کسی نے ان سے پوچھا کہ قوتِ حافظہ کا کیا علاج ہے؟ تو کہا

(۱) الطبقات الكبرى للسبکی: ۱۹۵/۶

(۲) الجامع لأخلاق الراوی: ۲۷۹/۲

کہ فطرت و طبیعت اور حرص و شوق اور مداومت نظر اور کثرتِ درس کے سوا کوئی علاج نہیں اور ان سب باتوں کا مرجع وہی فطرت و طبیعت ہے اور کہا کہ بعض لوگ سریع الحفظ و سریع النسیان ہوتے ہیں اور یہ صفراء کی وجہ سے ہوتا ہے اور بعض لوگوں کو دیر سے حفظ ہوتا ہے اور دیر سے بھول لگتی ہے اور یہ سوداء کی وجہ سے ہوتا ہے۔ بعض کھانے ایسے ہیں کہ اگر تم انھیں کھاؤ، تو بلغم میں زیادتی ہوتی ہے اور بلغم نسیان پیدا کرتا ہے اور بعض کھانے ایسے ہیں جن سے بلغم کثا ہے اور ذہن و دماغ میں صفائی پیدا ہوتی ہے، ان چیزوں میں سے ایک رائی ہے کہ وہ بلغم کے لیے بہترین دوا ہے۔“ (۱)

خلاصہ اس کا یہ ہے کہ اصل لحاظ سے دیکھا جائے، تو قوتِ حافظہ ایک فطری و طبعی چیز ہے اور محض وہی ہے؛ اس لیے اس کو حاصل کرنے کے لیے کوئی دوا اور علاج کارگر نہیں ہو سکتا، سوائے اس کے کہ فطری ہی عمل اختیار کیے جائیں، جیسے مذاکرہ اور تکرار؛ ہاں اس کو باقی رکھنے کے لیے بعض کھانوں اور دوائیوں سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے، جیسے نسیان سے بچنے بلغم کو دور کیا جاسکتا ہے۔

لیکن اس کے برخلاف بعض حضرات نے اپنی کتابوں میں مستقل فصل قائم کر کے اس میں ان علاجوں اور کھانوں اور دواؤں کا ذکر کیا ہے، جو حفظ کے لیے مفید ہیں، جیسے علامہ خطیب بغدادی - رحمۃ اللہ - نے اپنی کتاب ”الغنیہ و المتفقہ“ اور ”الجامع لأخلاق الراوی و آداب السماع“ میں ”المأكل المستحب تناولها والمأمور باجتنبها للحفظ“ کا عنوان قائم کیا ہے اور ابن الجوزی - رحمۃ اللہ - نے تو مستقل رسالہ: ”الحث علی حفظ العلم“ اسی عنوان پر لکھ دیا ہے، اسی طرح

(۱) الجامع لأخلاق الراوی: ۲۷۹/۲

آپ نے ”صید الخاطر“ میں بھی اس سلسلے میں کلام کیا ہے، اسی طرح علامہ ابوہلال
 العسکری - رَحْمَةُ اللهِ - کی ”الحث علی طلب العلم و الاجتهاد فیہ“ میں اور
 ابن جماعہ - رَحْمَةُ اللهِ - کی ”تذکرۃ السامع و المتکلم“ میں بھی اس پر بحث
 موجود ہے۔

لہذا یہاں ہم حفظ کی چند ظاہری و باطنی تدابیر کا ذکر کریں گے؛ تاکہ ان کو اختیار کر
 کے طلبائے علوم فائدہ اٹھائیں اور اپنے حفظ کی قوت کو ترقی دیں اور علوم کو محفوظ کریں۔

سُبْحَانَكَ يَا حَمْدُكَ
 وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ

قوتِ حافظہ کے لیے باطنی تدابیر

اس سلسلے میں دو قسم کی تدابیر اختیار کرنا چاہیے: ایک ظاہری تدبیر، دوسری باطنی تدبیر؛ ظاہری تدبیر سے مراد وہ امور ہیں، جن کا تعلق اس مادی کائنات سے ہے، جیسے دوا، عمدہ وقت اور جگہ کا انتخاب وغیرہ اور باطنی تدبیر سے مراد یہ ہے کہ دعا سے اور ترک گناہ سے مدد حاصل کی جائے۔

ہم یہاں اولاً باطنی تدابیر کو پیش کریں گے، اس کے بعد ظاہری تدابیر کا ذکر کریں گے۔

نیتِ خالصہ

سب سے پہلے نیت کو اللہ کے لیے خالص کرنے کی ضرورت ہے، حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

« إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ ، وَإِنَّمَا لِامْرِءٍ مَّا نَوَى »

(اعمال کا مدار نیت پر ہے اور ہر شخص کو وہی ملتا ہے، جس کی وہ نیت

کرتا ہے۔) (۱)

لہذا حفظِ قرآن کا ارادہ کرنے والے بھی اور دیگر علومِ شرعیہ کے طالبین بھی سب سے پہلے خالص اللہ کی رضا کی نیت کریں اور اسی نیت سے اللہ تعالیٰ عطا کریں گے۔

(۱) البخاری: ۶۶۸۹، مسلم: ۱۹۰۷، أحمد: ۱۶۸

نمازِ حفظِ قرآنِ کریم

دوسرے یہ کہ حفظِ قرآن کے لیے حدیث میں ایک نماز کا اور اس میں دعا کا ذکر ملتا ہے، اس کا بھی اہتمام کریں۔ چنانچہ متعدد محدثین نے حضرت عبداللہ بن عباس - سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ

”ہم ایک بار حضرت رسولِ کریم - کی خدمت میں حاضر تھے کہ حضرت علی بن ابی طالب - حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں، یہ قرآن میرے سینے سے نکل جاتا ہے، پس میں محسوس کرتا ہوں کہ میں اس پر قادر نہیں ہوں؛ آں حضرت - نے فرمایا کہ اے ابوالحسن! کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ سکھاؤں، جن سے اللہ تعالیٰ تمہیں نفع دیں اور ان کو بھی نفع دیں، جن کو تم یہ سکھا دو اور تمہارے سینے میں وہ چیزیں محفوظ ہو جائیں، جو تم یاد کرو؟ حضرت علی - نے عرض کیا کہ: جی ہاں، یا رسول اللہ! آپ مجھے یہ سکھا دیں۔ آپ - نے فرمایا کہ جب جمعہ کی رات ہو، تو اگر ہو سکے تو تہائی رات میں اٹھو؛ کیوں کہ یہ وقت فرشتوں کی حاضری کا ہے اور اس میں دعا قبول ہوتی ہے اور اگر نہ ہو سکے تو نصف رات میں اٹھو اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے، تو شروع رات ہی میں کھڑے ہو کر چار رکعات پڑھو، پہلی رکعت میں ﴿سُوْرَةُ الْفَاتِحَةِ﴾ کے ساتھ ﴿سُوْرَةُ يٰسْرٰٓءِ﴾ پڑھو اور دوسری میں ﴿سُوْرَةُ الْفَاتِحَةِ﴾ کے ساتھ ﴿سُوْرَةُ الْبُرٰٓجِ﴾ پڑھو اور تیسری میں ﴿سُوْرَةُ الْفَاتِحَةِ﴾ کے ساتھ ﴿سُوْرَةُ النَّجْمِ﴾ اور چوتھی میں ﴿سُوْرَةُ الْفَاتِحَةِ﴾ کے ساتھ ﴿سُوْرَةُ الْمَلٰٓئِكَةِ﴾ (تبارک) پڑھو، جب تشهد

سے فارغ ہو جاؤ، تو اللہ کی خوب حمد و ثنا کرو اور مجھ پر اور تمام پیغمبروں پر درود شریف خوب اچھی طرح پڑھو اور تمام مؤمنوں اور مومنات کے لیے اور گزرے ہوئے لوگوں کے لیے مغفرت کی دعا کرو اور پھر یہ دعا کرو:

”اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي بِتَرْكِ الْمَعَاصِيْ اَبَدًا مَا اَبْقَيْتَنِيْ
وَارْحَمْنِيْ اَنْ اَتَكَلَّفَ مَا لَا يَعْينِيْ ، وَاَرْزُقْنِيْ حُسْنَ النَّظْرِ
فِيْمَا يُرْضِيْكَ عَنِّيْ .“

اللَّهُمَّ بَدِّعِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ، ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ
وَالْعِزَّةِ الَّتِي لَا تُرَامُ ، أَسْأَلُكَ يَا اللَّهُ ، يَا رَحْمَنُ بِجَلَالِكَ وَ
نُورِ وَجْهِكَ أَنْ تَلْزِمَ قَلْبِيْ حِفْظَ كِتَابِكَ كَمَا عَلَّمْتَنِيْ
وَأَرْزُقْنِيْ أَنْ أَتْلُوهُ عَلَى النَّحْوِ الَّذِي يُرْضِيْكَ عَنِّيْ .

اللَّهُمَّ بَدِّعِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ، ذَا الْجَلَالِ
وَالْإِكْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِي لَا تُرَامُ ، أَسْأَلُكَ يَا اللَّهُ ، يَا رَحْمَنُ
بِجَلَالِكَ وَ نُورِ وَجْهِكَ أَنْ تُنَوِّرَ بِكِتَابِكَ بَصْرِيْ وَأَنْ
تُطَلِّقَ بِهِ لِسَانِيْ وَأَنْ تُفَرِّجَ بِهِ عَنْ قَلْبِيْ وَأَنْ تُشْرَحَ بِهِ صَدْرِيْ
وَأَنْ تَغْسِلَ بِهِ بَدَنِيْ فَإِنَّهُ لَا يُعِينُنِيْ عَلَى الْحَقِّ غَيْرُكَ وَلَا
يُوتِيهِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ .“

[اور فرمایا کہ] اے ابوالحسن! یہ عمل تین جمعہ یا پانچ یا ساتھ جمعہ تک کرتے رہنا، اللہ تعالیٰ تیری دعا قبول کریں گے، اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے! کسی مؤمن سے یہ دعا خطا نہیں کی۔
حضرت ابن عباس - رضی اللہ عنہما - کہتے ہیں کہ حضرت علی پانچ یا سات

جمعہ نہیں گزرے کہ آپ - ﷺ - کی خدمت میں اسی طرح کی ایک مجلس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! پہلے میں صرف چار پانچ آیات لیتا اور یاد کرتا تھا؛ مگر جب پڑھتا تو وہ دل سے نکل جاتی تھیں اور اب میں چالیس پچاس آیات یاد کرتا ہوں اور جب ان کو یادداشت سے پڑھتا ہوں، تو ایسا لگتا ہے کہ گویا کہ قرآن میری آنکھوں کے سامنے ہے، اسی طرح میں احادیث سنتا اور جب ان کو لوٹاتا، تو دل سے وہ نکل جاتیں؛ مگر اب میں حدیث سنتا ہوں اور جب ان کو بیان کرتا ہوں، تو ایک حرف بھی کم نہیں کرتا؛ اللہ کے رسول - ﷺ - نے فرمایا کہ اے ابو الحسن! رب کعبہ کی قسم کہ تم یکے مؤمن ہو۔“ (۱)

اس حدیث کے بارے میں محدثین نے اختلاف کیا ہے کہ اس کا کیا درجہ ہے؟ بعض نے اس کو موضوع قرار دیا ہے، جیسے علامہ ابن الجوزی - رحمۃ اللہ - نے اسے ”الموضوعات“ میں داخل کیا ہے، جب کہ امام ترمذی - رحمۃ اللہ - نے اس کو ”حسن غریب“ اور امام حاکم - رحمۃ اللہ - نے ”صحیح“ کہا ہے اور امام منذری - رحمۃ اللہ - نے ”الترغیب“ میں اس کی سندوں کو جید اور متن کو غریب کہا ہے اور علامہ سیوطی - رحمۃ اللہ - نے ”الجامع الصغیر“ میں فرمایا کہ علامہ ابن الجوزی - رحمۃ اللہ - نے اس کو موضوعات میں شامل کیا ہے؛ مگر انھوں نے یہ صحیح نہیں کیا۔

دعا اور زاری

حفظ قرآن کریم اور علوم شرعیہ کے لیے ایک ضرورت اس کی بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے خوب دعا کی جائے اور اسی سے یہ دولت عظیمہ مانگی جائے؛ کیوں کہ یہ بات

(۱) الترمذی: ۳۵۷۰، المستدرک للحاکم: ۱۱۹۰، الدعوات الکبیر للبیہقی :

۵۲۷، جامع الأصول لابن الأثیر: ۲۳۰۱، کنز العمال: ۳۱۱۲

سب کو معلوم ہے کہ جو بھی ملتا ہے، اسی کے دربارِ عالی سے ملتا ہے، وہی ہر چھوٹی بڑی چیز کا مالک و مختار ہے، وہ دینے پر آئے، تو کوئی روکنے والا نہیں اور وہ نہ دے، تو کوئی دینے والا نہیں۔ حدیث میں ہے کہ اللہ کے نبی - ﷺ - نے اپنی دعائیں اللہ تعالیٰ سے یہ عرض کیا تھا:

« لَا مَانِعَ لِمَا أُعْطِيَتْ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعَتْ. » (۱)

اور یہ ظاہر کہ حفظ کی دولت ایک بڑی اور عظیم دولت ہے؛ لہذا بہت اہتمام سے اسی سے مانگنا چاہیے۔

حفظِ قرآن کے لیے چند دعائیں اور اعمال

جب بات آئی ہے دعا کی، تو یہاں چند دعاؤں اور اعمال کا ذکر مناسب ہے، جس سے قرآن کریم حفظ کرنے والے طلبہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں:

★ حضرت عبداللہ بن مسعود - رضی اللہ عنہ - سے مروی ہے کہ رسول اللہ - ﷺ - نے فرمایا کہ جو شخص قرآن کے بھول جانے کا خوف و اندیشہ کرے، اس کو چاہیے کہ وہ یہ دعا پڑھے:

« اَللّٰهُمَّ نَوِّرْ بِالْكِتَابِ بَصْرِيْ وَ اَطْلِقْ بِهٖ لِسَانِيْ
وَ اَشْرَحْ بِهٖ صَدْرِيْ وَ اسْتَعْمِلْ بِهٖ جَسَدِيْ بِحَوْلِكَ وَ قُوَّتِكَ
فَاِنَّهٗ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِكَ. » (۲)

یہ حدیث ضعیف و منقطع ہے؛ کیوں کہ اس کے راوی: عبید اللہ بن ابی حمید ابو الخطاب بصری ضعیف ہیں، امام بخاری نے انھیں منکر الحدیث، امام نسائی نے متروک

(۱) البخاری: ۸۴۴، مسلم: ۵۹۳

(۲) جزء حدیث ہشام بن عمار: ۱۸



الحديث اور امام ابو حاتم نے بھی منکر الحدیث وضعیف الحدیث کہا ہے۔ (۱)
اور اس کے دوسرے راوی: عبدالرحمن بن اسحاق الواسطی اگرچہ کہ جمہور کے
نزدیک ضعیف ہیں؛ مگر بعض ائمہ نے ان کو جائز الحدیث بھی قرار دیا ہے اور امام ترمذی
نے ان کی ایک حدیث کو حسن کہا ہے اور امام حاکم نے ان سے مروی ایک حدیث کی تصحیح
کی ہے۔ (۲)

اور اس کے راوی قاسم بن عبدالرحمن کو، جو حضرت عبداللہ بن مسعود - رضی اللہ عنہ - کے
پوتے ہیں اور ان سے روایت نقل کرتے ہیں، ان کو حضرت عبداللہ بن مسعود سے لقاء و
سماع حاصل نہیں؛ لہذا یہ روایت منقطع ہے۔

الغرض یہ روایت ضعیف اگرچہ ہے؛ تاہم اس سے فضائل میں کام لینا جائز ہے اور
بالخصوص جب کہ محض ایک دعا و وظیفہ مقصود ہے، تو اس کو اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں۔
★ امام کلبی - رحمۃ اللہ علیہ - کہتے ہیں کہ میرا لڑکا قرآن پڑھتا تھا اور بھول جاتا تھا،
میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ ایک برتن میں درج ذیل آیات لکھ
کر زم زم سے دھو کر پلاؤ، لڑکا حافظ قرآن ہو جائے گا:

﴿عَلَّمَ الْقُرْآنَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ، الشَّمْسُ
وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ، لَا تَحْرُكُ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ ، إِنَّ
عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَ قُرْآنَهُ ، فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ، بَلْ هُوَ
قُرْآنٌ مَجِيدٌ فِي لَوْحٍ مَحْفُوظٍ.﴾ (۳)

(۱) دیکھو: الضعفاء الصغير للبخاري: ۷۲، الضعفاء والمتروكين للنسائي:

۶۶، الجرح و التعديل لابن أبي حاتم: ۳۱۳/۵، المجروحين لابن حبان: ۲/۶۵

(۲) دیکھو: تهذيب الكمال: ۱۶/۵۱۵-۵۱۸، تهذيب التهذيب: ۶/۱۳۶-۱۳۷،

القول المسدد لابن حجر: ۳۵

(۳) اعمال قرآنی: ۱۲۰

★ قرآنِ کریم کے حفظ کے واسطے یہ عمل کرے کہ ﴿سُوْرَةُ الْمَائِدَةِ﴾ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے حافظِ قرآن ہونے کی دعا کرے، اس سے ان شاء اللہ العزیز حفظِ قرآن آسان ہوگا۔ (۱)

استغفار و ترکِ معاصی

توبہ و استغفار کا التزام بھی دولتِ حفظ پانے کے لیے ضروری ہے، گناہ انسان کو علم سے دور کرتے ہیں، علم کی تحصیل کے لیے ضروری ہے کہ گناہ سے توبہ و استغفار کیا جائے اور گناہوں سے احتراز و پرہیز کیا جائے۔

◆ حضرت عبداللہ بن مسعود - رضی اللہ عنہ - نے فرمایا کہ

”إِنِّي لِأَحْسِبُ الرَّجُلَ يَنْسِي الْعِلْمَ كَمَا يَعْلَمُهُ لِلْخَطِيئَةِ يَعْمَلُهَا.“

(میرا خیال یہ ہے کہ آدمی اپنا جانا ہو علم، گناہ کی وجہ سے بھول جاتا ہے، جس کا وہ مرتکب ہوتا ہے۔) (۲)

◆ علی بن خشرم نے کہا کہ میں نے حضرت امام وکیع - رحمۃ اللہ علیہ - سے عرض کیا کہ میں بلید و غبی شخص ہوں، مجھے حافظ نہیں ہے، کوئی دوا بتا دیجیے؟ امام وکیع نے کہا کہ

”يَا بُنَيَّ! وَاللَّهِ! مَا جَرَّبْتُ دَوَاءً لِلْحِفْظِ مِثْلَ تَرْكِ الْمَعَاصِي، فَإِنْ أَحْبَبْتَ حِفْظَ الْحَدِيثِ فَعَلَيْكَ بِهِ.“

(بیٹے! خدا کی قسم، میں نے گناہ سے بچنے کے سوا کوئی دوا حفظ

(۱) اعمالِ قرآنی: ۱۰۱

(۲) الزهد للإمام وکیع: ۲۶۹، الزهد للإمام أحمد: ۸۵۳، الزهد للإمام أبي داود:

۱۶۹، المدخل للبيهقي: ۲۸۷، مجمع الزوائد: ۱۹۹/۱، أخبار حفظ القرآن لابن

عساكر: ۲۵

کے لیے مجرب نہیں پائی؛ لہذا اگر حفظِ حدیث چاہتے ہو، تو اس نصیحت کو لازم پکڑ لو۔ (۱)

◆ امام ابن حبان - رَحْمَةُ اللهِ - نے ”روضۃ العقلاء“ میں علی بن خشرم ہی سے نقل کیا ہے کہ امام وکیع - رَحْمَةُ اللهِ - کو میں نے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ

”اِسْتَعِينُوا عَلٰى الْحِفْظِ بِتَرْكِ الْمَعَاصِي“

(ترکِ معاصی کے ذریعے حفظ پر مدد حاصل کرو۔) (۲)

◆ امام ابن حبان - رَحْمَةُ اللهِ - فرماتے ہیں کہ

”اِنَّ مِنْ اَجْوَدِ مَا يَسْتَعِينُ الْمَرْءُ بِهِ عَلٰى الْحِفْظِ الطَّبْعُ الْجَيِّدُ مَعَ الْهَمَّةِ وَاجْتِنَابِ الْمَعَاصِي“

(آدمی جن چیزوں سے حفظ میں مدد لیتا ہے، ان میں سے بہترین

چیز عمدہ طبیعت ہے جس کے ساتھ ہمت اور معاصی سے اجتناب ہو۔) (۳)

◆ امام یحییٰ بن یحییٰ - رَحْمَةُ اللهِ - کہتے ہیں کہ

”ایک شخص نے امام مالک - رَحْمَةُ اللهِ - سے پوچھا کہ حفظ کے لیے

کیا چیز فائدہ مند ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی چیز حفظ کے لیے فائدہ مند

ہے تو وہ ترکِ گناہ ہے،“ (۴)

◆ امام شافعی - رَحْمَةُ اللهِ - جب امام مالک کی خدمت میں تحصیلِ علم کے لیے

گئے اور ان کے سامنے بیٹھے اور پڑھنے لگے، تو امام مالک نے محسوس کیا کہ یہ طالبِ علم

(۱) أخبار حفظ القرآن لابن عساکر: ۲۹

(۲) روضة العقلاء ونزهة الفضلاء: ۳۹

(۳) روضة العقلاء: ۳۹

(۴) أخبار حفظ القرآن لابن عساکر: ۲۶

بڑا ہونہار ہے اور آپ نے امام شافعی کی ذہانت و فطانت کا اندازہ کر لیا اور فرمایا کہ
 ” اِنِّي اَرَى اللّٰهَ تَعَالَى قَدْ اَلْقَى عَلَيَّ قَلْبِكَ نُورًا ، فَلَا

تُطْفِئُهُ بِظُلْمَةِ الْمَعْصِيَةِ. “

(میں دیکھ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے دل پر نور ڈال دیا ہے؛

لہذا اس کو معصیت کی ظلمت سے بجھانے دینا۔) (۱)

◆ امام شافعی - رَحْمَةُ اللّٰهِ - کہتے ہیں کہ مجھے اپنے حافظے میں کم زوری محسوس

ہوئی، تو میں نے اپنے استاذ: امام وکیع - رَحْمَةُ اللّٰهِ - سے اس کی شکایت کی، انہوں نے فرمایا کہ معاصی ترک کر دو اور انہوں نے کہا کہ علم تو اللہ کا نور ہے اور اللہ کا نور گنہگار کو نہیں دیا جاتا، امام شافعی - رَحْمَةُ اللّٰهِ - نے اپنے دیوان میں اس کو اشعار میں پیش کیا ہے، کہتے ہیں:

شَكَوْتُ اِلَى وَكِيْعٍ سُوءَ حِفْظِيْ

فَارْشَدَنِيْ اِلَى تَرْكِ الْمَعَاصِيْ

وَ اَخْبَرَنِيْ بِاَنَّ الْعِلْمَ نُورٌ

وَ نُورُ اللّٰهِ لَا يُهْدِيْ لِعَاصِي (۲)

الغرض حفظ قرآن اور علوم شرعیہ کے طالب کو چاہیے کہ وہ گناہوں سے کلیئ

احتراز کرے اور جو ہو چکے ہیں، ان سے سچے دل سے توبہ و استغفار کرے۔

قوتِ حافظے کے لیے چند عملیات

قوتِ حافظہ بڑھانے اور دماغی کم زوری اور نسیان کے علاج کے لیے چند اعمال

(۱) إعلام الموقعين: ۱۹۹/۲، الكافي لمن سأل عن الدواء الشافي: ۵۲

(۲) ديوان الإمام الشافعي: ۷۱

یہاں درج کیے جاتے ہیں، ان کو بھی استعمال میں لایا جاسکتا ہے:
 * دماغ کی کم زوری کے لیے یہ آیت کریمہ روزانہ بعد نماز فجر دس مرتبہ پڑھ کر تھیلی پر دم کیا جائے اور سر پر پھیر لیا جائے:

﴿فَفَهَّمْنَهَا سُلَيْمَانَ وَكُلًّا آتَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا وَسَخَرْنَا

مَعَ دَاوُدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ وَكُنَّا فَاعِلِينَ﴾

* ہر فرض نماز کے بعد گیارہ مرتبہ اسم باری تعالیٰ ”يَا قَوِي“ پڑھے اور تھیلی پر دم کر کے سر پر پھیر لے۔

* درج ذیل آیات چینی کی پلیٹ میں زعفران سے لکھ کر اُسے دھو کر یہ پانی پی لیا جائے:

﴿عَلَّمَ الْقُرْآنَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ، لَا تَحْرُكْ

بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ ، إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ ، فَإِذَا

قَرَأْتَهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ، بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَجِيدٌ فِي لَوْحٍ مَحْفُوظٍ﴾

* درج ذیل آیت سات مرتبہ پڑھ کر دم کیا جائے یا لکھ کر سر پر باندھ دیا جائے تو ان شاء اللہ دماغی کم زوری دور ہو جائے گی:

﴿سَنْقَرِيكَ فَلَا تَنْسَى إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ﴾

* یہ آیات ضعف دماغ کے علاج کے لیے مفید ہیں، ان کو زعفران سے لکھ کر سر میں باندھ دیا جائے:

﴿اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ، الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ، عَلَّمَ الْإِنْسَانَ

مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾

* نسیان دور کرنے کے لیے ہر فرض نماز کے بعد ”الرحمن“ سو مرتبہ پڑھا جائے تو فائدہ ہوتا ہے۔

✽ نیز نسیان کے لیے ہر فرض نماز کے بعد تیرہ مرتبہ ﴿رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا﴾ اور گیارہ مرتبہ یہ آیت پڑھی جائے:

﴿رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِي يَفْقَهُوا قَوْلِي﴾

✽ نسیان کے لیے سورہ انشراح چینی کی پلیٹ پر عرق گلاب اور زعفران سے لکھ کر اکتالیس دنوں تک پلانا مفید و مجرب ہے۔

✽ نسیان کے لیے یہ آیت بعد نماز عشاء سوتے وقت گیارہ بار پڑھی جائے:

﴿سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ، إِنَّكَ أَنْتَ

الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ﴾

✽ قوتِ حافظہ بڑھانے کے لیے اللہ تعالیٰ کا نام مبارک: ”العلیم“ کی مداومت و کثرت بہت فائدہ مند ہے۔ (۱)

قوتِ حافظہ کے لیے ظاہری تدابیر

قوتِ حافظہ کے لیے ظاہری تدابیر بھی اختیار کرنا چاہیے، جیسے ہم بیمار ہو جائیں، تو ایک جانب دوا استعمال کرتے ہیں اور دوسری جانب دعاؤں کا اہتمام کرتے ہیں؛ کیوں کہ ظاہری تدبیر نہ خلاف شرع ہے اور نہ خلاف توکل ہے۔

حفظ کے لیے بہتر اوقات

ظاہری تدابیر میں سے ایک یہ ہے کہ حفظ کرنے کے لیے مناسب اوقات کو اختیار کیا جائے اور حفظ کے لیے جو اوقات سب سے بہتر سمجھے جاتے ہیں، ان کو علامہ خطیب - رحمۃ اللہ - بغدادی نے بیان کیا ہے، وہ لکھتے ہیں کہ

(۱) اعمال قرآنی: ۱۴۱

”أَجُودُ أَوْقَاتِ الْحِفْظِ الْأَسْحَارُ ، ثُمَّ بَعْدَهَا وَقْتُ
انْتِصَافِ النَّهَارِ ، وَبَعْدَهَا الْعَدَوَاتُ دُونَ الْعَشِيَّاتِ . وَحِفْظُ
الَّيْلِ أَصْلَحُ مِنْ حِفْظِ النَّهَارِ.“

(سب سے بہتر اوقات حفظ کے لیے سحر یعنی رات کا آخری وقت
ہے، پھر دن کا درمیانی وقت، پھر صبح کا وقت اور رات کا حفظ دن کے
مقابلے میں زیادہ نفع بخش ہوتا ہے۔) (۱)

اور علامہ ابن الجوزی - رَحْمَةُ اللهِ - ”صيد الخاطر“ میں فرماتے ہیں کہ
”حفظ کے لیے عمر میں سے اوقات ہیں اور سب سے بہترین عمر
بچپن اور اس کے قریب کا زمانہ ہے اور دن و رات میں سب سے بہتر
زمانہ سحر اور دوپہر کا وقت ہے اور دن کے اوقات شام سے بہتر ہوتے
ہیں اور بھوک کے اوقات سیرابی کے وقت سے بہتر ہوتے ہیں۔ (۲)

نیز علامہ ابن الجوزی - رَحْمَةُ اللهِ - اپنی دوسری کتاب ”الحث علی حفظ
العلم“ میں فرماتے ہیں کہ

”حفظ کا ارادہ کرنے والے کو چاہیے کہ وہ یکسوئی کے وقت اس کام
میں مشغول ہو اور جب وہ اپنے دل کو دوسری جانب مشغول دیکھے، تو یاد
کرنے کو ترک کر دے اور یہ بھی ملحوظ رکھے کہ بہ قدر امکان یاد کرے؛
کیوں کہ تھوڑی چیز خوب پکی ہو جاتی ہے اور زیادہ چیز حاصل نہیں ہوتی۔“
نیز ابن الجوزی - رَحْمَةُ اللهِ - کہتے ہیں کہ

”سحری کا وقت اور علی الصباح اور آدھی رات کا وقت حفظ کے
لیے قابلِ تعریف مانا گیا ہے؛ کیوں کہ یہ اوقات یکسوئی کے ہوتے

(۱) الفقیہ والمتفقہ للخطیب: ۲۰۰/۲

(۲) صید الخاطر: ۱۹۲

ہیں اور بلند مقامات نچلے مقامات کی بہ نسبت بہتر ہوتے ہیں۔ (۱)۔
 امام اسماعیل بن ابی اویس - رَحْمَةُ اللهِ - فرماتے تھے کہ
**” إِذَا هَمَمْتَ أَنْ تَحْفَظَ شَيْئًا ، فَنَمْ ، وَقُمْ عِنْدَ السَّحْرِ ،
 فَاسْرِجْ ، وَانظُرْ فِيهِ ؛ فَإِنَّكَ لَا تَنْسَاهُ بَعْدَ أَنْ شَاءَ اللهُ .“**
 (اگر تو کوئی چیز حفظ کرنا چاہتا ہے؛ تو پہلے سو جانا، پھر سحر کے وقت
 اٹھنا اور چراغ جلانا اور اپنے یاد کیے کو دیکھنا؛ کیوں کہ اس کے بعد تو ان
 شاء اللہ نہ بھولے گا۔) (۲)

سیرابی کے بہ جائے بھوک کا وقت مناسب ہے

اوقات میں سے حفظ کے لیے وہ وقت زیادہ مناسب ہوتا ہے جب کہ سیرابی نہ
 ہو؛ بل کہ ایک درجے میں بھوک محسوس ہوتی ہو، سیرابی کے وقت کبھی نیند کا غلبہ یا سستی
 کا اثر ہوتا ہے، جو حفظ میں مانع بنتا ہے۔

علامہ خطیب بغدادی - رَحْمَةُ اللهِ - نے لکھا ہے کہ

**” وَأَوْقَاتُ الْجُوعِ أَحْمَدُ لِلتَّحْفُظِ مِنْ أَوْقَاتِ الشَّبَعِ ، وَ
 يَنْبَغِي لِلْمُتَحَفِّظِ أَنْ يَتَفَقَّدَ مِنْ نَفْسِهِ حَالَ الْجُوعِ ؛ فَإِنَّ بَعْضَ
 النَّاسِ إِذَا أَصَابَهُ شِدَّةُ الْجُوعِ وَالتَّهَابُهُ لَمْ يَحْفَظْ ، فَلْيُطْفِئُ
 ذَلِكَ عَنْ نَفْسِهِ بِالشَّيْءِ الْخَفِيفِ الْيَسِيرِ ، كَمَصِّ الرُّمَّانِ وَ
 مَا أَشْبَهَ ذَلِكَ وَلَا يُكْثِرُ الْأَكْلَ .“**

(یاد کرنے کے لیے بھوک کے اوقات سیرابی کے اوقات سے بہتر
 ہوتے ہیں اور حفظ کرنے والے کو چاہیے کہ وہ اپنے لحاظ سے بھوک کی

(۱) الحدیث علی حفظ العلم: ۴۵، صید الخاطر: ۱۹۲

(۲) الجامع لأخلاق الراوی: ۲۶۵/۲

حالت کا اندازہ کرے؛ کیوں کہ بعض لوگوں کو بھوک کی شدت اور سختی میں حفظ نہیں ہوتا؛ لہذا کچھ معمولی اور ہلکی پھلکی چیز سے بھوک کو دور کرے، جیسے انار یا اس جیسی کوئی چیز چوس لینا، لیکن زیادہ نہ کھائے۔ (۱)

خطیب بغدادی - رَحْمَةُ اللهِ - نے علامہ اصمعی - رَحْمَةُ اللهِ - کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ ایک اعرابی شخص اپنے بھائی کو نصیحت کرتے ہوئے کہہ رہا تھا کہ

”إِيَّاكَ وَالْبِطْنَةَ ؛ فَإِنَّهَا تُعْمِي عَنِ الْفِطْنَةِ.“

(شکم سیری سے احتیاط پر ہیز کر؛ کیوں کہ یہ عقل مندی سے اندھا بنا دیتی ہے۔) (۲)

حفظ کے لیے بہتر مقامات

ظاہری تدابیر میں سے دوسری بات یہ ہے کہ حفظ کے لیے جگہ بھی مناسب ہونی چاہیے؛ تاکہ طالب علم یکسوئی کے ساتھ حفظ میں مشغول رہے اور ادھر ادھر کی چیزیں اس کو مشوّش نہ کریں۔

علامہ خطیب بغدادی - رَحْمَةُ اللهِ - نے لکھا ہے کہ

” أَجْوَدُ أَمَاكِنِ الْحِفْظِ الْغُرْفُ دُونَ السُّفْلِ ، وَكُلُّ مَوْضِعٍ بَعْدَ مِمَّا يُلْهِي وَخَلَا الْقَلْبُ فِيهِ مِمَّا يُقْرَعُهُ فَيُشْغَلُهُ ، أَوْ يَغْلِبُ عَلَيْهِ فَيَمْنَعُهُ.“

(حفظ کے لیے سب سے عمدہ جگہ بالا خانے ہوتے ہیں، نہ کہ تہہ خانے اور ہر وہ جگہ مناسب ہوتی ہے جو لہو و لعب کی چیزوں سے دور ہو اور جہاں قلب فارغ رہے ان امور سے جو اس کو کھٹکھٹاتی ہیں اور اسے

(۱) الفقیہ والمتفقہ: ۲۰۸/۲

(۲) الفقیہ والمتفقہ: ۲۰۹/۲

مشغول کرتی ہیں یا اس پر غالب آجاتی ہیں اور اسے روکتی ہیں۔ (۱)

اسی طرح جگہ وہ ہونا چاہیے، جہاں دوسرے لوگوں کی آمد و رفت نہ ہو اور سکون کے ساتھ یاد کیا جاسکے۔ علامہ ابن الجوزی - رحمۃ اللہ - لکھتے ہیں کہ خلوت اصل ہے اور یکسوئی سب سے بڑا اصول ہے۔ (۲)

مقامات ذیل میں حفظ مناسب نہیں

جس طرح بعض مقامات حفظ کے لیے مناسب سمجھے جاتے ہیں، اسی طرح بعض مقامات کو حفظ کے لیے مناسب نہیں سمجھا گیا، چنانچہ علامہ خطیب بغدادی - رحمۃ اللہ - نے لکھا ہے کہ

”وَلَيْسَ بِمَحْمُودِ الْحِفْظِ بِحَضْرَةِ النَّبَاتِ ، وَالْخُضْرَةِ ، وَ لَا عَلَى شَطُوطِ الْأَنْهَارِ ، وَلَا عَلَى قَوَارِعِ الطُّرُقِ ، فَلَيْسَ يَعْدَمُ فِي هَذِهِ الْمَوَاضِعِ غَالِبًا مَا يَمْنَعُ مِنْ خُلُوقِ الْقَلْبِ وَصَفَاءِ السَّرِّ.“

(حفظ کے لیے یہ جگہیں پسندیدہ نہیں ہیں: نباتات، ہریالی اور نہریں، راستے، شور و شغب والی جگہیں؛ کیوں کہ اکثر و بیشتر یہ جگہیں دل کی یکسوئی میں مانع ہوتی ہیں۔) (۳)

علامہ ابن الجوزی - رحمۃ اللہ - لکھتے ہیں کہ نہر کے کنارے یا ہریالی کے پاس حفظ کرنا مناسب ہے؛ تاکہ دل ان چیزوں میں مشغول نہ ہو جائے اور بلند مقامات نچلے کے مقابلے میں بہتر ہوتے ہیں۔ (۴)

(۱) الفقیہ والامتفقہ: ۲۰۸/۲

(۲) صید الخاطر: ۱۹۲

(۳) الفقیہ والامتفقہ للخطیب: ۲۰۸/۲ تذکرۃ السامع والامتکلم: ۷۳

(۴) صید الخاطر: ۱۹۲، والحث علی حفظ العلم: ۴۵

حفظ کی مقدار مناسب رکھی جائے

حفظ کا عمل چوں کہ قلب سے متعلق ہے اور وہ بھی ایک عضو ہے؛ لہذا وہ بھی اپنے قوت کے حساب سے کام کرتا ہے اور یہ قوتیں لوگوں کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہیں؛ لہذا اپنی قوت کے لحاظ سے حفظ کرنا چاہیے۔

علامہ خطیب بغدادی - رَحْمَةُ اللهِ - نے ”الفقیہ و المتفقہ“ میں فرمایا کہ ”قلب اعضاء میں سے ایک عضو ہے، جو چند چیزوں کو سنبھالتا ہے تو کچھ چیزوں کو برداشت کرنے سے عاجز ہو جاتا ہے، جس طرح کہ جسم ہے کہ بعض لوگ دوسورطل اٹھا سکتے ہیں، تو کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو بیس رطل اٹھانے سے عاجز ہو جاتے ہیں، اسی طرح بعض لوگ ایک دن میں کئی فرسخ چل لیتے ہیں اور تھکتے نہیں، جب کہ بعض لوگ ایک میل میں عاجز ہو جاتے ہیں، اسی طرح بعض لوگ کئی رطل کھانا کھا جاتے ہیں، جب کہ بعض لوگ ایک ہی رطل یا اس سے بھی کم کھا کر بدہضمی کا شکار ہو جاتے ہیں، بالکل اسی طرح قلب کا حال ہے کہ بعض لوگ تو ایک گھنٹے میں دس ورق یاد کر لیتے ہیں، جب کہ بعض لوگ کئی دنوں میں ایک صفحہ یاد نہیں کر پاتے؛ لہذا وہ شخص جس کی حفظ کی مقدار آدھا صفحہ ہے، وہ اگر دوسروں کے ساتھ مماثلت کی خاطر دس صفحے یاد کرنے لگے گا، تو اس کو اکتاہٹ لاحق ہوگی اور تنگی آگھیرے گی اور وہ یاد کیا ہوا بھول جائے گا؛ لہذا ہر شخص کو اتنی مقدار پراکتفا کرنا چاہیے کہ وہ اس کے نشاط کو باقی رکھے۔“ (۱)

علامہ ابن الجوزی - رَحْمَةُ اللهِ - لکھتے ہیں کہ

”یہ بات بھی غلط ہے کہ بہت زیادہ حفظ کا بار دل پر ڈالا جائے یا

(۱) الفقیہ و المتفقہ: ۲۱۵/۲

مختلف فنون کو یاد کرنے کا بار ڈالا جائے؛ کیوں کہ قلب بھی ہمارے اعضاء میں سے ایک عضو ہے اور جس طرح لوگوں میں سے بعض سورطل مقدار اٹھا سکتے ہیں، تو بعض صرف بیس رطل اٹھانے سے بھی عاجز ہو جاتے ہیں، اسی طرح دل کا حال بھی ہے؛ لہذا ہر آدمی اپنی طاقت کے لحاظ سے اٹھائے؛ کیوں کہ اگر ایک ہی وقت میں اپنی یہ قوت ختم کر دے گا تو اس کے بہت سے اوقات ضائع ہو جائیں گے، جس طرح حرلیص اور نادیدہ انسان کبھی چند لقمے زائد کھا لیتا ہے، تو بعد میں کئی وقت کھانے سے رکنے کا یہ سبب بن جاتا ہے؛ لہذا صحیح طریقہ یہ ہے کہ اپنی قوت کے بقدر یاد کرے اور یاد کیے ہوئے کو دن اور رات میں دہرائے اور دوسرے اوقات میں اپنی قوتوں کو آرام دے۔“ (۱)

یاد کیا ہوا سبق پابندی سے دہرانا ایک اہم اصول

حفظ کا ایک اہم اصول یہ ہے کہ سبق کی مقدار چاہے تھوڑی ہو، مگر اس پر مداومت و پابندی کی جائے، اور بار بار سبق کا تکرار کیا جائے؛ کیونکہ سبق کا جس قدر تکرار ہوگا اسی قدر اس میں پختگی آئے گی، یہاں تک کہ دل میں پیوست ہو جائے گا۔

علامہ ابن الجوزی - رحمہ اللہ - کہتے ہیں کہ

” وَالذَّوَامُ أَصْلٌ عَظِيمٌ ، فَكَمْ مِمَّنْ تَرَكَ الْاِسْتِدْكَارَ
بَعْدَ التَّحْفِظِ ، فَضَاعَ زَمَنٌ طَوِيلٌ فِيْ اِسْتِرْجَاعِ مَحْفُوظٍ قَدْ
نَسِيَ .“

(پابندی و مداومت اصل عظیم ہے، کتنے لوگ ہیں جنہوں نے یاد کرنے کے بعد یاد کرنا چھوڑ دیا؛ تو بھولے ہوئے کو دوبارہ واپس لانے

(۱) صید الخاطر: ۱۹۲

میں ایک طویل زمانہ ضائع ہو گیا۔ (۱)

علامہ ابن الجوزی - رَحْمَةُ اللهِ - لکھتے ہیں کہ

”حفظ کو برقرار رکھنے کے لیے بار بار اس کا تکرار ہونا چاہیے اور

چوں کہ اس میں لوگ متفاوت ہوتے ہیں کہ بعض قلتِ تکرار کے باوجود

محفوظ رکھتے ہیں اور بعض لوگ زیادہ تکرار کے بغیر یاد نہیں رکھ پاتے؛ لہذا اپنی

اپنی حیثیت کے مطابق یاد کیے ہوئے اسباق کو دہراتے رہنا چاہیے۔“ (۲)

امام ابن عبد البر - رَحْمَةُ اللهِ - نے حضرت علی - رَضِيَ اللهُ عَنْهُ - سے نقل کیا ہے کہ

” تَذَاكُرُوا هَذَا الْحَدِيثَ ؛ فَإِنَّكُمْ إِنْ لَمْ تَفْعَلُوا يَدْرُسُ “

(حدیث کا مذاکرہ کرو؛ کیوں کہ اگر تم نے ایسا نہ کیا، تو وہ چلا جائے

گا۔) (۳)

امام ابن عبد البر مالکی - رَحْمَةُ اللهِ - نے امام زہری - رَحْمَةُ اللهِ - کا قول نقل کیا

ہے، وہ کہتے ہیں کہ

”إِنَّ لِلْعِلْمِ غَوَائِلَ ، فَمِنْ غَوَائِلِهِ أَنْ يُتْرَكَ الْعَالِمُ حَتَّى

يَذْهَبَ بِعِلْمِهِ ، وَمِنْ غَوَائِلِهِ النَّسْيَانُ ، وَمِنْ غَوَائِلِهِ الْكُذْبُ

فِيهِ ، وَهُوَ شَرُّ غَوَائِلِهِ .“

(بلاشبہ علم پر بھی بعض مصیبتیں آتی ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ

لوگ عالم ہی کو نظر انداز کر دیں، یہاں تک کہ اس کا علم ہی رخصت

ہو جائے اور علم کی ایک مصیبت یہ ہے کہ بھول لگ جائے اور اس کی ایک

مصیبت یہ ہے کہ علم میں جھوٹ کہا جائے اور یہ علم کی سب سے بدترین

(۱) صید الخاطر: ۱۹۲

(۲) الحث علی حفظ العلم: ۴۳

(۳) جامع بیان العلم: ۴۴۳/۱

مصیبت ہے۔) (۱)

امام زہری - رَحْمَةُ اللهِ - نے فرمایا کہ

”إِنَّمَا يُذْهِبُ الْعِلْمَ النَّسْيَانُ وَتَرَكَ الْمَذَاكِرَةَ“

(علم تو بس بھول لگ جانے اور اس کا مذاکرہ چھوڑ دینے سے چلا

جاتا ہے۔) (۲)

امام حسن بصری - رَحْمَةُ اللهِ - کہتے ہیں کہ

”غَائِلَةُ الْعِلْمِ النَّسْيَانُ وَتَرَكَ الْمَذَاكِرَةَ“

(علم کی مصیبت بھول اور ترک مذاکرہ ہے۔) (۳)

عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ - رَحْمَةُ اللهِ - نے فرمایا کہ

”إِنَّ أَحْيَاءَ الْحَدِيثِ مَذَاكِرَتُهُ ، فَتَذَاكِرُوا“

(حدیث کا زندہ رکھنا اس کا مذاکرہ کرنا ہے، لہذا اس کا مذاکرہ کیا

کرو۔) (۴)

امام ابوہلال العسکری - رَحْمَةُ اللهِ - ”الحث علی طلب العلم“ میں

فرماتے ہیں کہ

”وَالْحِفْظُ لَا يَكُونُ إِلَّا مَعَ شِدَّةِ الْعِنَايَةِ وَكَثْرَةِ الدَّرْسِ

وَطُولِ الْمَذَاكِرَةِ ، وَالْمَذَاكِرَةُ حَيَاةُ الْعِلْمِ ، وَإِذَا لَمْ يَكُنْ

دَرْسٌ لَمْ يَكُنْ حِفْظًا ، وَإِذَا لَمْ يَكُنْ مَذَاكِرَةً قَلَّتْ مَنَفَعَةُ

(۱) جامع بیان العلم: ۴۴۲/۱

(۲) جامع بیان العلم: ۴۴۳/۱

(۳) جامع بیان العلم: ۴۴۴/۱

(۴) جامع بیان العلم: ۴۵۲/۱

الدَّرْسِ، وَمَنْ عَوَّلَ عَلَى الْكِتَابِ وَ أَخْلَّ بِالدَّرْسِ وَالْمُذَاكِرَةِ
صَاعَتْ ثَمْرَةً سَعِيهِ، وَاجْتِهَادِهِ فِي طَلْبِ الْعِلْمِ“

(حفظ شدتِ اہتمام اور کثرت سے پڑھنے اور طویل مذاکرے کے بغیر نہیں ہو سکتا اور مذاکرہ علم کی زندگی ہے، اگر پڑھنا ہی نہ ہوگا، تو حفظ و یادداشت بھی نہ ہوگی اور اگر مذاکرہ نہ ہوگا، تو پڑھنے کا فائدہ بھی کم رہ جائے گا؛ پس جو شخص کتاب پر بھروسہ کرتا ہے اور درس اور مذاکرے میں خلل کرتا ہے، اس کی محنت کا ثمرہ اور علم کی طلب میں اس کی کوشش بے فائدہ رہ جاتی ہے۔) (۱)

امام اصمعی - رَحْمَةُ اللهِ - سے پوچھا گیا کہ آپ کو تو یاد رہ گیا اور آپ کے ساتھی بھول گئے؟ انھوں نے فرمایا کہ میں برابر یاد کرتا رہا اور دوسروں نے یاد کر کے چھوڑ دیا۔ (۲)
امام علقمہ - رَحْمَةُ اللهِ - نے فرمایا کہ

”تَذَاكُرُوا الْحَدِيثَ فَإِنَّ حَيَاتَهُ ذِكْرُهُ.“

(حدیث کا مذاکرہ کیا کرو؛ کیوں کہ حدیث کا مذاکرہ ہی اس کی زندگی ہے۔) (۳)

نیز آپ ہی سے مروی ہے کہ

”أَطِيلُوا كَرَّ الْحَدِيثِ ، لَا يَدْرُسُ“

(حدیث کا تکرار بار بار کرو، وہ کبھی ختم نہ ہوگا۔) (۴)

(۱) الحث علی طلب العلم: ۶۷

(۲) الجامع لأخلاق الراوي و آداب السامع: ۲۶۷/۲: جامع بیان العلم: ۴۲۹/۱

(۳) الجامع لأخلاق الراوي و آداب السامع: ۲۶۸/۲

(۴) الجامع لأخلاق الراوي و آداب السامع: ۲۶۶/۲

امام جعفر بن محمد - رَحْمَةُ اللهِ - کہتے ہیں کہ
**”الْقُلُوبُ تُرْبٌ ، وَالْعِلْمُ غَرْسُهَا ، وَالْمُذَاكِرَةُ مَأْوُهَا ،
 فَإِذَا انْقَطَعَ عَنِ التُّرْبِ مَأْوُهَا جَفَّ غَرْسُهَا“**

(دل مٹی کے مانند ہیں اور علم ان کا پودا ہے اور مذاکرہ ان کا پانی ہے؛ لہذا
 اگر مٹی سے پانی منقطع ہو جائے، تو اس کے پودے سوکھ جاتے ہیں۔) (۱)
 امام ابراہیم نخعی - رَحْمَةُ اللهِ - نے فرمایا کہ
 ”جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اسے حدیث یاد رہے، اس کو چاہیے کہ وہ
 حدیث بیان کرتا رہے، اگرچہ ایسے شخص کو ہی کیوں نہ ہو، جو حدیث سننا
 نہیں چاہتا؛ کیوں کہ جب ایسا کرے گا، تو حدیث اس کے سینے میں
 کتاب کی طرح محفوظ ہو جائے گی۔“ (۲)
 کسی کا شعر ہے کہ

**إِذَا لَمْ يَذْكَرْ ذُو الْعُلُومِ بَعْلِمِهِ
 وَلَمْ يَذْكَرْ عِلْمًا نَسِيَ مَا تَعَلَّمَ**

(اگر علم والے لوگ اپنے علم کا مذاکرہ نہ کریں گے اور علم کا چرچا نہ
 کریں گے؛ تو انہوں نے جو کچھ سیکھا تھا، وہ بھول جائیں گے۔)

بعض اکابر علما کے حفظ میں معمولات

لہذا ہر شخص اپنی اپنی قوت حفظ کے پیش نظر یہ طے کرے کہ اس کو کس قدر تکرار کی
 ضرورت ہے، چنانچہ سلف میں بھی یہی طریقہ رہا ہے کہ وہ اپنی اپنی قوت حفظ کے لحاظ
 سے تکرار کیا کرتے تھے۔

(۱) الجامع لاخلاق الراوي وآداب السامع: ۲/۲۷۸

(۲) الجامع لاخلاق الراوي: ۲/۲۶۸

امام ابواسحاق ابراہیم بن علی الشیرازی - رَحْمَةُ اللهِ -، جو بہت بڑے فقیہ اور شافعی امام تھے، ان کے بارے میں علامہ ذہبی - رَحْمَةُ اللهِ - نے ”المنتظم“ میں لکھا ہے کہ وہ اپنا سبق شروع دور میں سوسومرتبہ دہراتے تھے۔ (۱)

اور امام فقیہ ابوالحسن علی بن محمد الکیا الہراسی - رَحْمَةُ اللهِ - کا معمول تھا کہ اپنا سبق ستر دفعہ دہراتے تھے، امام سبکی - رَحْمَةُ اللهِ - لکھتے ہیں کہ امام الکیا نے فرمایا کہ ”نیساپور“ میں مدرسے میں ایک نہر تھی، جس میں ستر سیڑھیاں تھیں، میں جب سبق یاد کرتا، تو ان سیڑھیوں سے نہر میں اترتا اور ہر سیڑھی پر سبق کو دہراتا، اترتے ہوئے بھی اور چڑھتے ہوئے بھی، اسی طرح ہر سبق میں میرا معمول تھا۔ (۲)

امام سبکی لکھتے ہیں کہ بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ ”مدرسہ نظامیہ، بغداد“ میں ستر سیڑھیاں تھیں، امام الکیا الہراسی ان سیڑھیوں میں سے ہر ہر سیڑھی پر سبق کو یاد کرتے ہوئے دہرایا کرتے تھے؛ علامہ ذہبی نے بھی یہ بات ”المنتظم“ میں لکھی ہے۔ (۳)

اسی طرح امام ابوالمفاخر حسن بن ذی النون واعظ - رَحْمَةُ اللهِ -، جو حنفی فقہاء میں سے ایک بلند پایہ امام گزرے ہیں، ان کے بارے میں لکھا ہے کہ

”وہ اپنا سبق پچاس دفعہ دہرایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ جو

شخص اس طرح سبق نہیں یاد کرتا، اسے سبق محفوظ نہیں رہ سکتا۔ (۴)

امام ابن شہاب الزہری - رَحْمَةُ اللهِ - علم حاصل کر کے آتے، کبھی حضرت عروہ کے

(۱) المنتظم في تاريخ الملوك والأمم : ۲۲۹/۱۶

(۲) الطبقات الشافعية : ۲۳۲/۷

(۳) الطبقات الشافعية : ۲۳۲/۷، المنتظم في تاريخ الملوك والامم : ۱۲۲/۱۷

(۴) النجوم الزاهرة في ملوك مصر والقاهرة : ۲۹۸/۵، شذرات الذهب في

أخبار من ذهب : ۲۲۹/۶

پاس سے اور کبھی دوسرے حضراتِ اہل علم کے پاس سے اور اپنی ایک باندی کو جو سوئی ہوئی ہوتی، بیدار کرتے اور اس کے سامنے اپنی سنی ہوئی احادیث دہراتے اور کہتے کہ مجھ سے فلاں نے یہ حدیث بیان کی اور فلاں نے یہ حدیث بیان کی، باندی کہتی کہ مجھ سے اس کا کیا تعلق؟ آپ کہتے کہ میں جانتا ہوں کہ اس سے تجھے تو کوئی نفع نہیں؛ لیکن میں نے آج یہ حدیثیں سنی ہیں؛ لہذا ان کا مذاکرہ کرنا چاہتا ہوں۔ (۱)

ان ہی امام زہری کے بارے میں زیاد بن سعد کی گواہی ہے کہ ہم آپ کے ساتھ آپ کے ایک کھیت میں جاتے، آپ وہاں دیہاتیوں کو جمع کر کے ان کے سامنے حدیثیں سناتے؛ تاکہ حفظ مضبوط ہو جائے۔ (۲)

امام اسماعیل بن رجاہ - رَحْمَةُ اللهِ - کا معمول تھا کہ وہ مکتب کے بچوں کو جمع کر کے ان کے سامنے حدیثیں بیان کرتے تھے؛ تاکہ حدیث میں بھول نہ ہو جائے۔ (۳)

سعید بن عبدالعزیز - رَحْمَةُ اللهِ - کا بیان ہے کہ امام عطاء خراسانی جب دیکھتے کہ حدیث کا مذاکرہ کرنے کوئی نہیں ہے، تو فقیروں کے پاس جا کر ان کے سامنے حدیثیں بیان کرتے؛ سعید کہتے ہیں کہ اس سے ان کا مقصود یادداشت میں پختگی پیدا کرنا ہوتا تھا۔ (۴)

خالد بن یزید بن معاویہ کا حال یہ تھا کہ جب وہ احادیث کے مذاکرے کے لیے کسی کو نہ پاتے، تو وہ اپنی باندیوں کو حدیث سناتے اور کہتے کہ میں جانتا ہوں کہ تم اس

(۱) الجامع لاخلاق الراوي: ۲۶۸/۲

(۲) الجامع لاخلاق الراوي: ۲۶۸/۲

(۳) الثقات لابن حبان: ۲۹/۶، مشاہیر علماء الأمصار: ۲۵۹/۱، جامع بیان العلم: ۲۵۳/۱

(۴) تاریخ دمشق لابن عساکر: ۲۳۱/۴۰، تہذیب الکمال: ۱۱/۲۰، تاریخ الإسلام

للذہبی: ۷۰۱/۳، جامع بیان العلم: ۲۵۴/۱

کی اہل نہیں ہو؛ ان کا مقصود بھی یاد کو تازہ رکھنا ہوتا تھا۔ (۱)

علامہ ابن الجوزی - رحمۃ اللہ - لکھتے ہیں کہ

”امام حسن نے ہمیں یہ قصہ بھی سنایا کہ ایک فقیہ نے اپنے گھر میں اپنا سبق بار بار دہرایا، تو ایک بڑھیا جو اس گھر میں تھی، کہنے لگی کہ خدا کی قسم! مجھے یہ سبق یاد ہو گیا۔ فقیہ نے کہا کہ اچھا! سناؤ، تو بڑھیا نے تمام سبق سنا دیا، چند دنوں کے بعد اس فقیہ نے اس سے کہا کہ بڑھیا! وہ سبق ذرا سنا نا؟ تو وہ کہنے لگی کہ مجھے تو اب یاد نہیں ہے۔ فقیہ نے کہا کہ میں اسی لیے اس کو دہراتا رہتا ہوں؛ تاکہ مجھے وہ مصیبت نہ پیش آئے، جو تجھے پیش آئی ہے۔ (۲)

یاد کرتے وقت آواز بلند ہونی چاہیے

یادداشت کو مضبوط کرنے کے لیے ایک اہم ضرورت یہ بھی ہے کہ طالب علم بلند آواز سے یاد کرے، بعض طلبہ کی عادت ہوتی ہے کہ پست آواز سے یاد کرتے ہیں اور آواز بلند کرتے ہوئے شرماتے ہیں، مگر یہ عادت حفظ کے لیے نقصان دہ ہے، لہذا آواز کو بلند کرتے ہوئے یاد کرنا چاہیے۔

امام اصمعی - رحمۃ اللہ - نے کہا کہ پڑھنے والے کو چاہیے کہ وہ اپنی آواز کو پڑھنے میں بلند کرے؛ یہاں تک کہ خود کو اس کی آواز سنائی دے؛ کیوں کہ جو بات کان میں پڑتی ہے وہ دل میں راسخ ہوتی ہے۔ (۳)

(۱) تاریخ دمشق لابن عساکر: ۳۰۵/۱۶، معجم الأدباء للحموي: ۱۲۳۸/۳، بغیة الطلب: ۳۱۸۶/۷، تہذیب الکمال: ۲۰۳/۸، جامع بیان العلم: ۲۵۴/۱، الوافی بالوفیات: ۸۰/۲۰

(۲) الحث علی حفظ العلم: ۴۴

(۳) الحث علی طلب العلم: ۷۲

امام ابو حامد - رَحْمَةُ اللهِ - اپنے شاگردوں سے کہا کرتے تھے کہ
**” إِذَا دَرَسْتُمْ فَارْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ ، فَإِنَّهُ آثَبْتُ لِلْحِفْظِ
 وَأَذْهَبُ لِلنَّوْمِ .“**

(جب تم پڑھو، تو اپنی آوازوں کو بلند کرو؛ کیوں کہ یہ حفظ کو پختہ کرتا
 اور نیند کو بھگاتا ہے۔)
 نیز وہ کہا کرتے تھے کہ

آہستہ پڑھنا سمجھنے کے واسطے ہے اور زور سے پڑھنا یاد کے واسطے ہے۔ (۱)
 لہذا طالب علم کو چاہیے کہ وہ یاد کرتے ہوئے اپنی آواز کو بلند کرے، اس طرح
 کہ دوسروں کو کوئی پریشانی نہ ہو، یعنی چیخے نہیں؛ بل کہ آواز کو حسب ضرورت و مصلحت
 بلند کرتے ہوئے پڑھے۔

قوتِ حفظ بڑھانے والی غذائیں

ایک ظاہری تدبیر یہ ہے کہ قوتِ حافظہ کو بڑھانے والی غذائیں اور دوائیں
 استعمال کرنا چاہیے، جیسے: اخروٹ، زیتوں، کشمش کھانا، لوبان اور مصطکی کا چبانا اور شہد
 چاشنا، وغیرہ اور اس سلسلے میں ماہر و معتبر اطباء سے مشورہ کرنا بھی مفید ہوگا۔

علامہ بدر الدین بن جماعہ - رَحْمَةُ اللهِ - لکھتے ہیں کہ

**” وَ يَنْبَغِي أَنْ يَسْتَعْمَلَ مَا جَعَلَهُ اللَّهُ تَعَالَى سَبَبًا لِحِفْظِ
 الدَّهْنِ ؛ كَمَضْغِ اللُّبَانِ وَالْمُصْطَكِيِّ عَلَى حَسَبِ الْعَادَةِ
 وَأَكْلِ الزَّرْبِيبِ بُكْرَةً وَالْجَلَابِ وَنَحْوِ ذَلِكَ .“**

(اور مناسب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو عمدہ ذہنیت کے
 لیے سبب بنایا ہے، ان کو استعمال میں لایا جائے، جیسے لوبان اور مصطکی کا

(۱) الحث علی طلب العلم: ۷۲

حسبِ عادت چبانا اور علی الصباح کشمش کھانا اور عرقِ گلاب استعمال کرنا، وغیرہ) (۱)

علامہ خطیب بغدادی - رَحْمَةُ اللهِ - نے ”الجامع لأخلاق الراوي والسامع“ میں ایک حدیث، ان الفاظ سے نقل کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت علی - رَضِيَ اللهُ عَنْهُ - سے نسیان کی شکایت کی، تو آپ نے فرمایا کہ

”عَلَيْكَ بِالْبَّانِ الْبَقْرِ، فَإِنَّهُ يَشْجَعُ الْقَلْبَ وَ يَذْهَبُ بِالنَّسْيَانِ.“

(گائے کے دودھ کو لازم پکڑ لو؛ کہ وہ قلب کو تقویت دیتا اور بھول کو دور کرتا ہے۔) (۲)

امام ابن الجوزی - رَحْمَةُ اللهِ - نے ”الحث علی حفظ العلم“ میں ذکر کیا ہے کہ امام جعابی - رَحْمَةُ اللهِ - نے کہا کہ میں کم زور حافظے کا تھا، مجھے اطباء نے کہا کہ روٹی اور دودھ کھاؤ، میں نے چالیس دن صبح و شام یہی استعمال کیا، اس کے سوا کچھ نہیں کھایا، تو میرا ذہن صاف ہو گیا اور میں حافظے والا ہو گیا؛ یہاں تک کہ ایک ایک دن میں تین تین سوا حدیث یاد کر لیتا تھا۔ (۳)

امام زہری - رَحْمَةُ اللهِ - اپنے تلامذہ کو کشمش کھانے کی ہدایت کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ

”مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَحْفَظَ الْحَدِيثَ فَلْيَأْكُلِ الزَّبِيبَ.“

(جو شخص حدیث یاد کرنا چاہتا ہو، اس کو کشمش کھانا چاہیے۔) (۴)

(۱) تذكرة السامع والمتكلم: ۹۲

(۲) الجامع لأخلاق الراوي والسامع: ۲/۲۶۲

(۳) الحث علی حفظ العلم: ۴۱

(۴) الجامع لأخلاق الراوي: ۲/۲۶۲، سیر أعلام النبلاء: ۵/۳۳۵، ۳۳۷

امام زہری - رَحْمَةُ اللهِ - نے کہا کہ

“عَلَيْكَ بِالْعَسَلِ ؛ فَإِنَّهُ جَيِّدٌ لِلْحِفْظِ .”

(شہد کو لازم کرلو؛ کہ یہ قوت حافظہ کے لیے جید ہے)۔ (۱)

اور خود امام زہری شہد پیتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ یادداشت بڑھاتا ہے۔ (۲)

حکیم عبد اللہ صاحب مرحوم اپنی کتاب: ”کنز المفردات“ میں لکھتے ہیں کہ
”تیز کا گوشت کثرت سے استعمال کرنے سے نسیان دور ہو کر قوت

حافظہ قابل رشک ہو جائے گی۔“ (۳)

قوتِ حفظ کے لیے چند دوائیاں

قوتِ حفظ کے واسطے دوائیوں کا ذکر بھی کیا گیا ہے، ان میں سے چند یہاں ذکر کی جاتی ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص حضرت علی - رَضِيَ اللهُ عَنْهُ - کے پاس آیا اور بھول لگنے کی شکایت کی، آپ نے فرمایا کہ لو بان کو لازم پکڑ لو؛ کیوں کہ وہ دل کو قوت دیتا اور نسیان کو دور کرتا ہے۔ (۴)

نیز حضرت عبد اللہ بن عباس - رَضِيَ اللهُ عَنْهُ - کا قول ہے کہ

”ایک مثقال کندر (ایک درخت سے نکلنے والا گوند جو اکثر کوہستانی

علاقوں میں ہوتا ہے) اور ایک مثقال شکر لی جائے اور دونوں کو اچھی

طرح کوٹ لیا جائے اور اس کو نہار منہ پھانک لیا جائے، یہ پیشاب

(۱) الجامع لاخلاق الراوي والسامع: ۲۶۲/۲

(۲) الجامع لاخلاق الراوي و السامع: ۲۶۲/۲

(۳) کنز المفردات: ۱۶

(۴) الطب النبوی لأبي نعیم: ۲۰۹/۲، ۶۰۸/۲، الآداب الشرعية لابن مفلح: ۲۰۴/۲،

البتہ اس کی سند میں یحییٰ بن سعید العطار ضعیف ہے۔)



اور بھول کے علاج کے لیے نہایت جید نسخہ ہے۔“ (۱)
حضرت انس رضی اللہ عنہ - سے ایک شخص نے بھول گننے کی شکایت کی، تو آپ نے فرمایا کہ کندر کو لے کر رات میں اس کو بھینگنے رکھ چھوڑو، صبح اٹھ کر نہار منہ اس کو پی لو، یہ بھول کے لیے جید نسخہ ہے۔ (۲)

حکیم عبداللہ مرحوم نے ”کنز المفردات“ میں دافع نسیان ایک چٹکلا لکھا ہے، وہ یہ کہ دارچینی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے جیب میں رکھیں اور دن میں تین، چار ٹکڑے چبا کر رس چوستے رہیں، چند روز کے بعد آپ کو خود بہ خود اندازہ ہو جائے گا کہ قوتِ حافظہ غیر معمولی طور پر ترقی کر رہی ہے اور نسیان دن بہ دن اڑتا جا رہا ہے۔ (۳)
ایک نسخہ یہ ہے کہ لوہان تین حصے اور کالی مرچ ایک حصہ لے کر کوٹ لیا جائے اور علی الصباح اس کو چالیس دن کھایا جائے۔

قوتِ حفظ کے لیے حجامہ

قوتِ حفظ کے لیے ایک مفید علاج حدیث میں یہ آیا ہے کہ حجامہ کرایا جائے، چنانچہ ایک حدیث میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما - سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - نے فرمایا کہ
«الْحِجَامَةُ تَزِيدُ الْحَافِظَ حِفْظًا وَالْعَاقِلَ عَقْلًا.»
(حجامہ حافظ کی قوتِ حفظ میں اور عقل والے کی عقل میں اضافہ کرتا ہے۔) (۴)

(۱) الآداب الشرعية: ۴۰۴/۲، الجامع لأخلاق الراوي: ۲۶۳/۲

(۲) الآداب الشرعية: ۴۰۴/۲، الجامع لأخلاق الراوي: ۲۶۳/۲

(۳) کنز المفردات: ۱۶

(۴) المستدرک للحاکم: ۷۷۹، الطب النبوي للأصبهاني: ۲۹۷، مسند البزار: ۵۹۶۸، أخبار لحفظ القرآن لابن عساكر: ۲۴، إتحاف المهرة للحافظ العسقلاني: ۳۲۲/۹، حاکم نے لکھا ہے کہ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں، سوائے غزال بن محمد کے کہ وہ مجہول ہے، امام ذہبی نے بھی ’تلخیص المستدرک‘ میں لکھا ہے کہ غزال بن محمد مجہول ہے۔

اور ان ہی سے امام ابن ماجہ اور بزار اور حاکم وغیرہم - رحمہم اللہ - نے دوسرے طرق سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ - صلی اللہ علیہ وسلم - نے فرمایا کہ

«الْحِجَامَةُ عَلَى الرَّيِّقِ أَمْثَلُ وَفِيهِ شِفَاءٌ وَبَرَكَةٌ وَتَزِيدُ

فِي الْعَقْلِ وَالْحِفْظِ... اهـ»

(نہار منہ حجامہ کرانا بہت اچھا ہے اور اس میں شفا اور برکت ہے

اور یہ عقل اور حافظے میں زیادتی کرتا ہے۔) (۱)

اگرچہ ان سندوں میں ضعف پایا جاتا ہے، تاہم تعدد طرق سے کچھ تو قوت ان کو مل جاتی ہے؛ لہذا یہ تمام سندیں مل ملا کر حسن کے درجے کو پہنچ جاتی ہیں۔ شیخ ناصر الدین البانی نے ”سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ“ اور ”صحیح الجامع الصغیر“ میں اس کو مجموع اسانید کے لحاظ سے حسن قرار دیا ہے۔ (۲)

ایک اور علاج یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ گدی کے بال مونڈنے سے قوت یادداشت میں اضافہ ہوتا ہے، چنانچہ امام خطیب بغدادی - رحمۃ اللہ علیہ - نے ”الجامع لأخلاق الراوی والسامع“ میں روایت کیا کہ حضرت عبداللہ بن عباس - رضی اللہ عنہما - نے فرمایا ہے کہ گدی کا مونڈنا حفظ میں زیادتی کرتا ہے۔ (۳)

حفظ کو نقصان دینے والی چیزوں سے پرہیز

جس طرح حفظ کے لیے مناسب غذاؤں کا استعمال کرنا چاہیے، اسی طرح ضروری ہے کہ حفظ کو نقصان پہنچانے والی غذاؤں اور دواؤں سے پرہیز کیا جائے؛ کیوں کہ پرہیز و احتیاط بھی دین میں مشروع عمل ہے۔

(۱) ابن ماجہ: ۳۲۸۷، ۳۲۸۸؛ المستدرک: ۴۸۱، ۴۸۲، ۵۹۶۸، ۵۹۶۹

(۲) دیکھو: سلسلۃ الصحیحۃ: ۳۹۲/۲، صحیح الجامع الصغیر: ۲۰۵/۱

(۳) الجامع لأخلاق الراوی والسامع: ۲/۲۶۳

امام ابن الجوزی - رَحْمَةُ اللهِ - اپنے رسالے ” الحث علی حفظ العلم“ میں فرماتے ہیں کہ

”یاد کی ہوئی باتوں کا بھولنا دماغی امراض میں سے ہے اور یہ مرض عموماً ترو سرد مزاج کی وجہ سے ہوتا ہے جو دماغ کو مرطوب کر دیتا ہے اور دماغ میں مرطوبیت ہر اس چیز سے پیدا ہوتی ہے، جو بلغمی خلط پیدا کرتا ہے اور اس میں بخارات ہوں اور یہ اکثر پیاز اور گوشت سے اور زیادہ پھل کھانے سے پیدا ہوتا ہے... آگے فرماتے ہیں... یادداشت کی خرابی کا سبب ٹھنڈک اور سردی ہے، پس اگر یہ سردی رطوبت سے ہو، تو ایسے سرد مزاج والے کو نبی پیش آنے والی باتیں بھی یاد نہیں رہتیں اور اگر یہ خشکی کی وجہ سے ہو، تو اسے گزری ہوئی باتیں یاد نہیں رہتیں اور اکثر و بیشتر بھول کا مرض سردی اور رطوبت سے ہوتا ہے۔“ (۱)

علامہ بدرالدین بن جماعہ - رَحْمَةُ اللهِ - فرماتے ہیں کہ

”ان غذاؤں کو کم استعمال کرے، جو ذہنی بلادت اور ضعف حواس کے اسباب میں سے ہیں، جیسے کھٹا سیب، لوبیا، سرکہ؛ اسی طرح بلغم پیدا کرنے والی چیزوں کو کم کرے، جن سے ذہن میں بلادت پیدا ہوتی ہے، جیسے دودھ اور مچھلی وغیرہ کا کثرت سے استعمال۔“

امام ابن شہاب زہری - رَحْمَةُ اللهِ - نے کہا کہ

”میں نے حفظ کا کام شروع کرنے کے بعد کبھی (کھٹا) سیب نہیں کھایا اور نہ سرکہ استعمال کیا۔“

نیز امام ابن شہاب زہری - رَحْمَةُ اللهِ - یہ بھی کہتے تھے کہ

(۱) الحث علی حفظ العلم لابن الجوزی: ۳۹

”میں نے دل میں جو بات بھی ڈالی، اسے کبھی نہیں بھولا؛ پھر کہتے

ہیں کہ وہ سب کھانے اور چوہے کا جھوٹا پینے کو پسند نہیں کرتے تھے اور

کہتے تھے کہ اس سے نسیان پیدا ہوتا ہے۔“ (۱)

علامہ ابن مفلح نے ”الآداب الشرعية“ میں قوتِ حافظے کو تقویت دینے اور بڑھانے والی چیزوں میں ادراک کے مرے، ناریل، مرغ کے گوشت اور اس کے شوربے کا بھی ذکر کیا ہے۔ (۲)

اطباء حضرات قوتِ حافظہ بڑھانے کے لیے بہت سی دوائیاں اور تدابیر تجویز کرتے ہیں، بعض حضرات نے لکھا ہے کہ مقوی اور دماغی خشکی کو دور کرنے والے حریرے اور خمیرے استعمال کرنے سے قوتِ حافظہ بڑھتی ہے اور نسیان دور ہوتا ہے۔

مرضِ نسیان کے طبی اسباب

حکیم اجمل خان مرحوم کی بیاض: ”بیاضِ اجمل“ میں اس کے متعدد اسباب

بتائے گئے ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں: بلغمی مزاج ہونا، قوتِ ہاضمہ کی خرابی، نزلہ

وزکام، غم و فکر کی زیادتی، کثرتِ احتلام، نشہ آور چیزوں کا استعمال، وغیرہ۔ (۳)

علمِ طب کے ماہرین نے جو جدید انکشافات کیے ہیں، ان سے پتہ چلتا ہے کہ

نسیان کی مختلف وجوہات ہوتی ہیں، ہم یہاں ان کا خلاصہ بیان کرتے ہیں:

(۱) ایک یہ کہ انسان اپنے دماغ میں بہت سے غیر ضروری معلومات کا ذخیرہ جمع

کر لیتا ہے، جس کی وجہ سے اس میں بہت سی باتوں کے سلسلے میں بھول و نسیان صادر

ہونے لگتا ہے۔

(۱) الجامع لأخلاق الراوي ۲: ۲۶۴

(۲) الآداب الشرعية: ۲: ۴۰۴

(۳) بیاضِ اجمل: ۳۳

(۲) نیند کی کمی بھی نسیان کے اسباب میں سے ایک اہم سبب ہے؛ لہذا طالب علم کو چاہیے کہ وہ وقت پر سو جائے اور وقت پر بیدار ہو۔ اگر وقت پر سونے کی عادت نہ بنائی اور باتوں اور مذاق و تفریح میں رات کا وقت گزارا اور تاخیر سے سونے کی عادت بنائی، تو وہ بھی نسیان کے مرض میں مبتلا ہوگا۔

(۳) ایسی چیزوں کا استعمال جو نشہ آور ہوں یا اس کے قریب تک پہنچانے والی ہوں، ان سے بھی نسیان کا مرض پیدا ہوتا ہے، جیسے پان پرگ، تمباکو، بیڑی سگریٹ، وغیرہ؛ لہذا طالب علموں کے لیے یہ بھی سخت مضر اور نقصان دہ ہیں۔

(۴) ویٹامن بی: ۱۲ کی کمی بھی نسیان پیدا کرتا ہے؛ لہذا ویٹامن بی کو پیدا کرنے والی ادویہ کا استعمال بھی کرنا چاہیے۔

(۵) کثرتِ مشاغل اور متعدد قسم کے مشاغل بھی نسیان پیدا کرتے ہیں، لہذا طالب علم کو طالب علمی کے دور میں صرف اپنے تعلیمی مشاغل میں مشغول رہنا چاہیے، اور ادھر ادھر کے مشاغل میں دل چسپی لینا اور مشغول ہونا اس کے لیے سخت مضر ہے۔

(۶) غم و پریشانیوں کا گھیر لینا بھی اسبابِ نسیان میں ایک اہم سبب ہے، لہذا حتی الامکان ایسے قصوں اور باتوں سے دور رہنا بھی ضروری ہے جو انسان کو غم و پریشانی میں مبتلا کرتے ہیں اور اگر پریشانی لاحق ہو تو اس کو دل پر نہ لیا جائے۔

(۷) سستی و غفلت کو بھی اطباء نے اسبابِ نسیان میں شمار کیا ہے؛ لہذا سست رہنے کے بجائے چست رہنا چاہیے، جو طالب علم سست پڑا رہتا ہے، وہ کبھی اپنے اسباق یاد کرنے میں کامیاب نہیں ہوتا۔ (۱)

(۱) تلخیص از ویب سائٹ: موضوع: ما هو سبب النسیان وعدم التركيز، از ویب سائٹ: صححتک: مضمون: ۹/ أسباب للنسیان لا تتعلق بأمراض الدماغ، از دکتور سامی القبائی

اسبابِ نسیان کے متعلق ایک علمی افادہ

بعض علمائے اسبابِ نسیان کا ذکر کرتے ہوئے بالخاصہ نسیان پیدا کرنے والی کچھ عجیب چیزوں کا ذکر کیا ہے؛ مگر ان کی طبی حیثیت خصوصاً موجودہ تحقیقی دور میں کیا ہے؟ یہ بات قابلِ غور و تحقیق ہے۔

مثلاً علامہ بدرالدین بن جماعہ - رَحْمَةُ اللهِ - لکھتے ہیں کہ

”ان چیزوں سے بھی اجتناب کرنا چاہیے، جو بالخاصہ نسیان پیدا کرتی ہیں، جیسے چوہے کا جھوٹا، قبروں کے کتبات کا پڑھنا، دو چلتے ہوئے اونٹوں کے مابین داخل ہونا اور جوؤں کو پکڑ کر زندہ چھوڑ دینا، وغیرہ، جس کا بار بار تجربہ کیا جا چکا ہے۔“ (۱)

اور بالخاصہ نسیان پیدا کرنے والی مذکورہ اشیاء کا تذکرہ علامہ ابن الجوزی - رَحْمَةُ اللهِ - نے بھی کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ

”بہت سی اشیاء بالخاصہ نسیان کا سبب بنتی ہیں، جیسے گدی سے اوپر والے حصے میں پچھنا لگانا، تازہ دھنیا کھانا، کھٹا سیب کھانا، دو چلتے ہوئے اونٹوں کے درمیان میں چلنا، حزن و غم کی زیادتی، قبروں کے کتبات کا پڑھنا، ٹھیرے ہوئے پانی میں گھورنا اور اس میں پیشاب کرنا، سولی پر لٹکے انسان کو دیکھنا، جوں کو پکڑ کے چھوڑ دینا اور چوہے کا جھوٹا کھانا۔“ (۲)

اسی طرح نسیان پیدا کرنے والی ان چیزوں کا ذکر علامہ ابن مفلح نے بھی ”الآداب الشرعية“ میں کیا ہے۔ (۳)

(۱) تذكرة السامع والمتكلم: ۹۲

(۲) الحث على حفظ العلم لابن الجوزي: ۳۹

(۳) الآداب الشرعية: ۲۰۴/۲

امام خطیب بغدادی - رحمۃ اللہ - نے حضرت ابراہیم بن المختار - رحمۃ اللہ - کا قول نقل کیا ہے کہ

”پانچ چیزوں نے مجھ میں نسیان پیدا کر دیا: (کھٹا) سیب کھانا، چوہے کا جھوٹا پینا، گدی میں پچھنا لگانا، جوں کو پکڑ کر زندہ چھوڑ دینا اور ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا۔“ (۱)

امام ابن عابدین شامی - رحمۃ اللہ - نے ذکر کیا کہ بعض علماء نے مزید چند چیزوں کا ذکر کیا ہے، جو نسیان پیدا کرتی ہیں:

- ۱ - اللہ تعالیٰ کی نافرمانی
- ۲ - دنیوی غم و حزن
- ۳ - دنیوی امور میں کثرتِ اشتغال
- ۴ - سبز دھنیا کا استعمال
- ۵ - سولی پر لٹکے انسان پر نظر
- ۶ - گردن کے پچھلے حصے میں پچھنا لگانا
- ۷ - نمکین گوشت کا استعمال
- ۸ - گرم روٹی کھانا
- ۹ - ہانڈی سے کھانا
- ۱۰ - مزاح کی کثرت
- ۱۱ - قبرستان میں ہنسنا
- ۱۲ - استنجا کرنے کی جگہ وضو کرنا
- ۱۳ - شلواریا عمامہ کو تکیہ بنانا

(۱) الجامع لاخلاق الراوي : ۲۶۳/۲

۱۴ - جنبی آدمی کا آسمان کی جانب دیکھنا

۱۵ - کپڑے سے گھر کو جھاڑو دینا

۱۶ - اپنے دامن سے چہرہ اور ہاتھوں کو پونچھنا

۱۷ - مسجد میں کپڑا جھاڑنا

۱۸ - مسجد میں بائیں پیر سے داخل ہونا اور دائیں سے باہر نکلنا

۱۹ - شرم گاہ سے کھیلنا؛ تاکہ انزال ہو جائے

۲۰ - شرم گاہ کی جانب نظر کرنا

۲۱ - درج ذیل مقامات پر پیشاب کرنا: راستوں میں، پھل دار درخت کے

نیچے، ٹھیرے ہوئے پانی میں، راکھ کے ڈھیر میں

۲۲ - عورت کی شرم گاہ دیکھنا

۲۳ - جام کے شیشے میں نظر ڈالنا

۲۴ - ٹوٹی ہوئی کنگھی سے کنگھا کرنا، وغیرہ۔ (۱)

اسبابِ نسیان سے متعلق بعض روایات کی تحقیق

ایسا لگتا ہے کہ جن حضرات علماء نے مذکورہ اشیاء کو اسبابِ نسیان میں ذکر کیا ہے، انھوں نے اس سلسلے میں بعض اسباب کو بعض احادیث سے اخذ کیا ہے اور بعض اسباب کو اپنے زمانے کے اہلِ تجربہ یا اہلِ طب سے لیا ہے۔

چنانچہ ان اسباب میں سے بعض کا ذکر بعض احادیث میں آیا ہے؛ مگر وہ اس قدر شدتِ ضعف کا شکار ہیں کہ ان کا بالکل اعتبار نہیں کیا جاسکتا؛ لہذا اہلِ علم کے افادے کے لیے ہم یہاں ان کا ذکر کرتے ہیں اور علماءِ محدثین نے جو ان پر حکم لگایا ہے، اس کا

(۱) رد المحتار للشامی: ۲۲۵/۱

بھی ذکر کرتے ہیں:

(۱) امام ابن عدی - رَحْمَةُ اللهِ - نے ”الکامل فی ضعفاء الرجال“ میں حکم بن عبد اللہ بن سعد الایلی کے حالات میں حضرت عائشہ - رَضِيَ اللهُ عَنْهَا - سے یہ حدیث ذکر کی ہے کہ رسول اللہ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - نے فرمایا کہ

”سِتٌّ مِنَ النَّسِيَانِ : سُورُ الْفَارِ وَ إِقَاءُ الْقَمَلَةِ وَ هِيَ حَيَّةٌ وَ الْبُؤْلُ فِي الْمَاءِ الرَّأَكِدِ وَ قَطْعُ الْفِطَارِ وَ مَضْغُ الْعَلِكِ وَ أَكْلُ التُّفَاحِ وَ بَحْلُ ذَلِكَ اللَّبَانِ الذَّكْرُ.“ (۱)

مگر اس حدیث کے بارے میں خود امام ابن عدی - رَحْمَةُ اللهِ - نے لکھا ہے کہ یہ سند موضوع و باطل ہے۔

وجہ اس کی یہ ہے کہ اس کا راوی حکم بن عبد اللہ بن سعد الایلی وضاع و کذاب تھا، امام احمد - رَحْمَةُ اللهِ - نے کہا کہ اس کی تمام احادیث موضوع ہیں، امام ابن المبارک - رَحْمَةُ اللهِ - اس پر سخت نکیر کرتے تھے، امام ابن معین - رَحْمَةُ اللهِ - نے کہا کہ یہ ثقہ نہیں ہے، ابو حاتم اور امام سعدی - رَضِيَ اللهُ عَنْهُ - نے کہا کہ کذاب تھا، اسی طرح امام نسائی، امام دارقطنی - رَضِيَ اللهُ عَنْهُ - اور ایک جماعت نے اس کو متروک الحدیث کہا ہے اور امام مسلم - رَحْمَةُ اللهِ - نے منکر الحدیث قرار دیا ہے۔ (۲)

چنانچہ علامہ ابن الجوزی - رَحْمَةُ اللهِ - نے ”الموضوعات“ میں اور علامہ سیوطی - رَحْمَةُ اللهِ - نے ”اللائی المصنوعة“ میں امام ابن عدی - رَحْمَةُ اللهِ - ہی کے حوالے سے نقل کر کے موضوع بتایا ہے اور اس میں حکم بن عبد اللہ کو متہم قرار دیا ہے۔ (۳)

(۱) الكامل لابن عدی: ۲/۴۸۳

(۲) میزان الاعتدال: ۱/۵۷۲، لسان المیزان: ۳/۲۴۴

(۳) الموضوعات: ۳/۳۴، اللالی المصنوعة: ۲/۲۱۵

ان کے علاوہ امام ملا علی القاری - رَحْمَةُ اللهِ - نے ”الأسرار المرفوعة“ میں، علامہ قاضی شوکانی - رَحْمَةُ اللهِ - نے ”الفوائد المجموعة“ میں اور علامہ طاہر پٹنی - رَحْمَةُ اللهِ - نے ”تذكرة الموضوعات“ میں اس حدیث کو باطل قرار دیا ہے۔ (۱)

علامہ عجلونی - رَحْمَةُ اللهِ - کا ایک عجیب سہو و تضاد

یہاں علامہ عجلونی - رَحْمَةُ اللهِ - سے ”كشف الخفاء و مزيل الإلباس عما اشتهر من الأحاديث على ألسنة الناس“ میں ایک حیرت انگیز اور عجیب سہو و خطا ہوئی ہے، جس پر یہاں تنبیہ کر دینا ضروری ہے؛ تاکہ کوئی دھوکہ نہ کھالے۔ وہ یہ کہ ابن عدی - رَحْمَةُ اللهِ - کی مذکورہ روایت، جس میں چھ باتوں کو نسیان کا سبب بتایا گیا ہے، اس کو علامہ عجلونی - رَحْمَةُ اللهِ - نے حرف ”سین“ کی فہرست میں پیش کر کے لکھا ہے کہ ابن عدی نے اس کو بہ سند صحیح روایت کیا ہے۔ (۲)

مگر پھر اسی حدیث کو حرف ”نون“ میں جا کر ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس کی سند شدید الضعف و شدید الوہن ہے اور اس کی سند میں راوی حکم بن عبد اللہ متہم بالوضع ہے۔ (۳) قابل غور یہ ہے کہ ایک ہی روایت کو ایک جگہ صحیح السند اور دوسری جگہ شدید الضعف؛ بل کہ موضوع لکھا ہے اور ظاہر ہے کہ ان میں سے ایک بات ضرور غلط ہے اور فی الحقیقت یہ دوسری بات ہی صحیح و درست ہے اور اس کو صحیح السند قرار دینا کسی طرح بھی درست نہیں ہے؛ لہذا اس کو سہو و خطا پر محمول کیا جانا چاہیے۔

(۲) امام دیلمی - رَحْمَةُ اللهِ - نے ”مسند الفردوس“ میں حضرت انس بن

(۱) الأسرار المرفوعة: ۴۳۳، الفوائد المجموعة: ۱۸۵، تذكرة الموضوعات: ۱۶۷

(۲) دیکھو: كشف الخفاء: ۱/۴۲۷

(۳) دیکھو: كشف الخفاء: ۲/۳۱۳

مالک - رحمۃ اللہ علیہ - سے روایت کیا ہے کہ

”عَشْرُ خِصَالٍ يُورِثَنَّ النَّسِيَانَ : أَكَلُ الْجُبْنِ ، وَ أَكَلُ
سُورِ الْفَأْرَةِ ، وَ أَكَلُ النَّفَّاحَةِ الْحَامِصَةِ وَ الْجُلْجُلَانِ وَ الْحِجَامَةِ
عَلَى النَّقْرَةِ وَ الْمَشْيُ بَيْنَ امْرَأَتَيْنِ وَ النَّظْرُ إِلَى الْمَصْلُوبِ وَ الْبَوْلُ
فِي الْمَاءِ الرَّاَكِدِ وَ الْقَاءُ الْقَمَلَةِ وَ الْقِرَاءَةُ فِي الْمَقَابِرِ .“

علامہ کتانی نے ”تنزیہ الشریعة المرفوعة“ میں لکھا ہے کہ اس کی سند میں محمد بن تمیم راوی ہے۔ (۱)

مطلب یہ ہے کہ یہ راوی محمد بن تمیم بے اعتبار ہے، چنانچہ اس کے بارے میں امام ذہبی - رحمۃ اللہ علیہ - نے ”میزان الاعتدال“ میں امام ابن حبان وغیرہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ یہ شخص حدیث گھڑتا تھا اور علامہ بن حجر - رحمۃ اللہ علیہ - نے ”لسان المیزان“ میں لکھا ہے کہ محمد بن تمیم سعدی فارابی کے بارے میں امام ابن حبان - رحمۃ اللہ علیہ - نے فرمایا کہ یہ احادیث وضع کیا کرتا تھا، امام سہل بن شاذویہ - رحمۃ اللہ علیہ - نے فرمایا کہ میں نے بخاری میں تین جھوٹے دیکھے ہیں: ایک محمد بن تمیم، دوسرے حسن بن سہل اور ایک تیسرا شخص اور امام حاکم - رحمۃ اللہ علیہ - نے کہا کہ یہ کذاب و خبیث ہے، امام ابو نعیم - رحمۃ اللہ علیہ - نے کہا کہ یہ جھوٹا اور حدیث گھڑنے والا ہے۔ (۲)

اور علامہ سیوطی - رحمۃ اللہ علیہ - نے ذیل اللآلی المصنوعة“ میں اور علامہ طاہر پٹی - رحمۃ اللہ علیہ - نے ”تذکرۃ الموضوعات“ میں اس حدیث کو دیلمی کے حوالے سے ذکر کر کے اس کو موضوع قرار دیا ہے۔ (۳)

(۱) تنزیہ الشریعة: ۲/۲۶۱

(۲) میزان الاعتدال: ۳/۴۹۴، لسان المیزان: ۷/۲۱

(۳) ذیل اللآلی المصنوعة: ۲/۵۴۹، تذکرۃ الموضوعات: ۱۶۷

(۳) امام دیلمی - رَحْمَةُ اللهِ - نے حضرت انس بن مالک - رَضِيَ اللهُ عَنْهُ - سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - نے فرمایا کہ

” **الْحِجَامَةُ فِي نُقْرَةِ الرَّأْسِ تُورِثُ النَّسِيَانَ ، فَتَجَنَّبُوا**

ذَلِكَ“ (۱)

علامہ ملا علی قاری - رَحْمَةُ اللهِ - اور علامہ پٹنی - رَحْمَةُ اللهِ - لکھتے ہیں کہ اس کی سند میں عمر بن واصل راوی ہے، جس کو خطیب بغدادی - رَحْمَةُ اللهِ - نے مہتمم بالوضع قرار دیا ہے۔ (۲)

الغرض اس سلسلے میں احادیث صحیحہ سے کوئی بات ثابت نہیں ہے، چنانچہ علامہ سخاوی - رَحْمَةُ اللهِ - نے ”المقاصد الحسنة“ میں اولاً ابن عدی - رَحْمَةُ اللهِ - کی روایت کردہ حدیث کو بیان کرتے ہوئے اس کے راوی حکم بن عبداللہ ایلی کو مہتمم بالکذب والوضع قرار دیا ہے، پھر علامہ ابن الجوزی - رَحْمَةُ اللهِ - کے حوالے سے اوپر ذکر کردہ نسیان پیدا کرنے والی باتوں کو بیان کر کے کہا کہ اس سلسلے میں کوئی چیز حدیث مرفوع سے صحیح طور پر ثابت نہیں ہے۔ (۳)

مذکورہ باتوں کے علاوہ دوسری چیزیں جن کا ذکر ابن الجوزی - رَحْمَةُ اللهِ - وغیرہ حضرات نے اسباب نسیان میں کیا ہے، وہ ممکن ہے کہ کسی تجربے کی بنیاد پر کہی گئی ہوں یا اس زمانے کے بعض ارباب طب کی تحقیق کی بنا پر پیش کی گئی ہوں؛ لہذا ان کے بارے میں یہ بھی احتمال ہے کہ وہ صحیح ہوں اور یہ بھی امکان ہے کہ وہ غلط ہوں؛ واللہ اعلم۔



(۱) مسند الفردوس : ۲۷۸۰

(۲) الاسرار المرفوعة : ۱۸۴، تذكرة الموضوعات : ۲۰۷

(۳) المقاصد الحسنة : ۶۹۱

دعا و اختتام

یہ چند امور ہیں، جن میں قرآن و حدیث اور دیگر علوم کو سینوں میں محفوظ کرنے کی اہمیت و ضرورت، افادیت و نافعیت کو خود قرآن و حدیث اور اکابر کی تحریرات سے اخذ کر کے اس مختصر رسالے میں لانے کا خیال کیا تھا اور اللہ کے فضل سے ان کو مرتب کرنے کی توفیق نصیب ہوئی اور مدارس کے فضلاء و طلبہ کی خدمات میں بہ طور تحفہ پیش کرنے کی سعادت ملی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مختصر رسالے کو نافع و مفید اور میرے لیے باعثِ اجر و ثواب بنائیں۔ آمین

